بچوں اور بچیوں کا پسندیدہ رسالہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

ماہنامہ

خدام الدین

لاہور

ہجرت 1356 ہش

مئی 1977ء

مدیر
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by khalafat Library Rabwah

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

جلد ۲ — شمارہ ۵

مئی سنہ ۱۹۷۷ء

ہجرت سنہ ۵۶ ش ۱۳۵۶

تشحیذ الاذہان

ربوہ

قیمت فی پرچہ
ایک روپیہ

چندہ سالانہ
دس روپے

نائب
نصیر احمد قمر

نائب
عبدالسمیع خان

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

پبلشر: محمد شفیق قیصر ● پرنٹر: سید عبدالحی ● مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
● مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

فہرست

- قال اللہ تعالیٰ: (خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان) — (ادارہ) ——— صفحہ ۳
- قال الرسولؐ: (سب اہل قبلہ اپنے بھائی ہیں) — " ——— " ۵
- آپ کا خط ملا ——— " ——— " ۶
- اداریہ (تم بھی اک تصویر بناؤ) ——— جناب مسعود احمد دہلوی ——— " ۷
- قرآنی اسباق - (وعدہ کا پورا کرنا) ——— م۔ش قیصر ——— " ۹
- دین کی اہمیت ——— بشریٰ کوکب جہنگ ——— " ۱۲
- یادداشت - ——— الطاف قدیر کراچی ——— " ۱۳
- ایک اسلامی تاریخی کہانی (عدل و انصاف) ——— محمد جمیل حافظ عارف اللہ سانگلہ ہل ——— " ۱۵
- تاریخ ساز شخصیت (مولانا محمد علی جوہر) ——— ملک مظفر احمد لاہور ——— " ۱۷
- شگفتہ شگفتہ ——— مرتبہ: ——— شفیق احمد انس ربوہ ——— " ۱۹
- چوری کی سزا (کہانی) ——— میاں سلطان احمد جوئی ——— " ۲۲
- تتلی ادیب ——— " ۲۵
- سلطان القلم ——— جناب محمد اکرم عمر۔ ربوہ ——— " ۳۳
- بے چاری مکھی کی ماری (سندھی کہانی) ——— ترجمہ: جناب منظور احمد منیب شاہد ——— " ۳۵
- "جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں" (مزاحیہ) ——— شریف احمد قادری بھیرہ ——— " ۳۷
- رحم دل شکاری (نظم) ——— جناب بشیر احمد آزاد امبالوی مریدکے " ۳۹
- خبرنامہ تشحیذ ——— " ۴۱
- اہم دینی معلومات (سوالوں کے جواب) ——— ادارہ ——— " ۴۲
- ناموں کے معنی ——— مرتبہ جناب مظفر احمد منصور لائلپور ——— " ۴۳
- دماغی ورزشیں - (تیار نہ ہیلا!) ——— " ۴۵
- مجالس کے دن اور اہم اعلانات ——— " ۴۶
- لطائف ——— " ۴۷

Digitized by khalafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ

(نساء: ۱۳۷)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر بھی جو اس نے اس سے پہلے نازل کی ہے۔ ایمان لاؤ۔

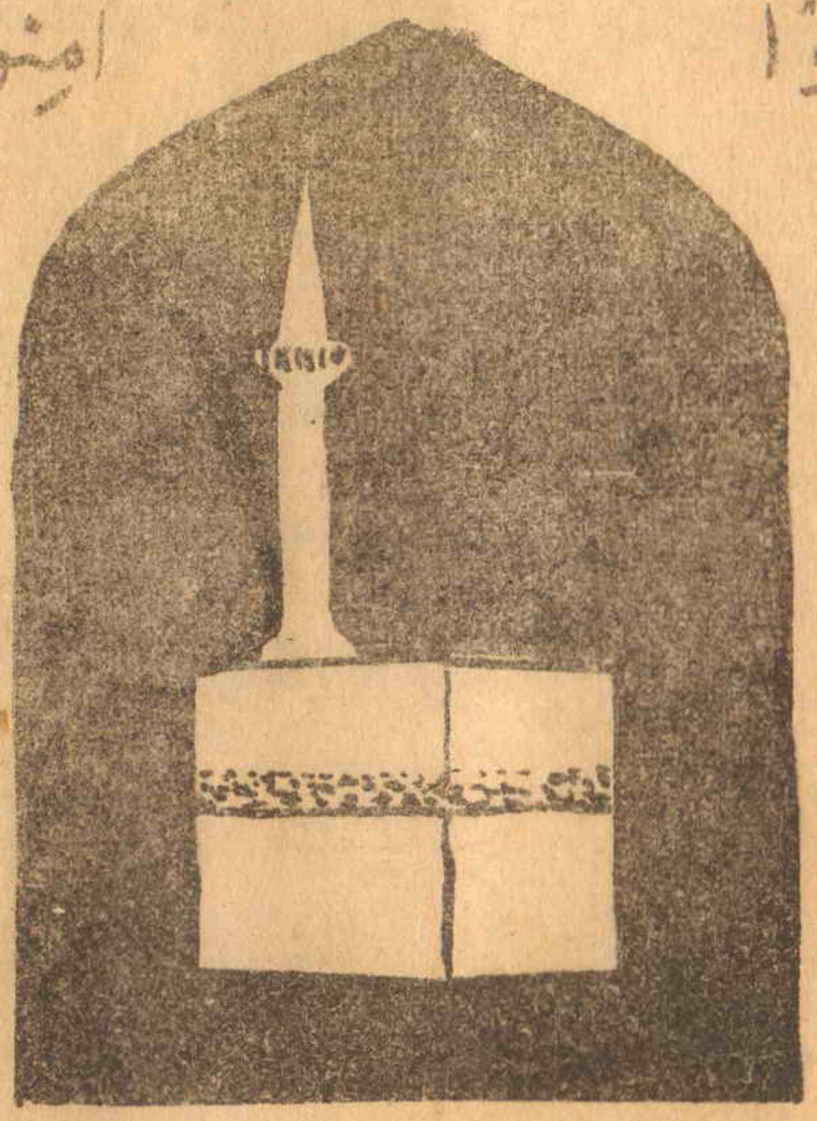

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعلیم کے لئے رسولوں کو کتابیں دی ہیں ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور بھلائی کی باتیں لکھی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ لوگوں کی ہدایت اور نصیحت کے لئے اپنے فرشتے کے ذریعہ اپنے رسولوں سے کہتا ہے۔ خدا کی ان باتوں کو وحی کہتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمان خدا تعالیٰ کی ان سب کتابوں پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ ان کتابوں کے جو نام بتائے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) توراۃ ـــــ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۲) زبور ـــــ یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی

(۳) انجیل ـــــ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی

ان کے علاوہ بھی بہت سے نبیوں پر بہت سی کتابیں اتریں۔ خدا کی ان کتابوں کو آسمانی کتابیں بھی کہتے ہیں۔

سب سے آخر پر ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کتاب اتری اس کا نام قرآن شریف ہے یہ کتاب تھوڑی تھوڑی کرکے تیئیس (۲۳) سال میں اتری۔ لوگوں کی بھلائی اور ان کی دینی تعلیم کے لئے جس قدر باتوں

Digitized by khalafat Library Rabwah

کی ضرورت تھی وہ سب کی سب خدا نے قرآن شریف میں بیان کر دیں۔ اب خدا کی کسی اور کتاب کی باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ساری اچھی باتیں قرآن کریم میں جمع کر دی ہیں۔ قرآن شریف اور خدا تعالیٰ کی دوسری کتابوں میں یہ فرق ہے کہ:۔

- قرآن شریف سے پہلی کتابیں کسی ملک، یا کسی ایک قوم کے لئے آیا کرتی تھیں مگر قرآن شریف تمام دنیا کے لئے اور ہر قوم کے لئے آیا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔
- پہلی کتابوں میں لوگوں نے اپنی طرف سے باتیں گھٹا بڑھا دی ہیں۔ مگر قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں بدلا۔ وہ جیسا آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا تھا۔ ویسے کا ویسا ہی اب تک موجود ہے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔
- خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں سے اکثر کتابیں گم ہو گئیں اور ان کے نام بھی کسی کو معلوم نہیں۔ مگر قرآن کریم کبھی گم نہ ہوگا اور نہ کبھی اس میں ایک نقطہ کم یا زیادہ ہوگا۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔
- جیسی اچھی اور اعلیٰ تعلیم قرآن کریم کی ہے ایسی کسی اور کتاب کی نہیں۔
- خدا تعالیٰ کی کوئی کتاب ایسی نہیں کہ ساری کی ساری کسی نے زبانی یاد کر لی ہو مگر آج دنیا میں ہزاروں مسلمان ایسے موجود ہیں جو پورا قرآن شریف زبانی سنا سکتے ہیں ایسے آدمیوں کو "حافظ" کہتے ہیں۔
- دنیا میں جس کثرت سے قرآن پڑھا جاتا ہے ایسی اور کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی۔

احمدی بچو! اس بات پر سچے دل سے یقین رکھو کہ ساری دنیا کی ہدایت کے لئے اب قیامت تک سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ زمانہ پلٹا کھاتا رہے گا۔ مخالف بدلتے رہیں گے مگر قرآن کا کوئی نقطہ کبھی نہیں بدلے گا اور خدا کی یہ آخری کتاب دنیا کے آخر تک خدا تعالیٰ کے بندوں کو نیکی کی باتیں بتاتی اور بُرے کاموں سے روکتی رہے گی۔ یہ بات خود خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں بتائی ہے۔ اچھی طرح سے سنو اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو! کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں۔ یا بغیر کانوں کے سن سکیں۔ یا بغیر زبان کے بول سکیں، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کریم کے ہم خدا کی محبت اپنے دل میں پیدا کر سکیں۔

- یہ ایک سچی بات ہے کہ جہاں بدکاریاں کثرت سے ہوں وہاں غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اور جہاں عظمت اور ذکر الٰہی ہو وہاں فیضان الٰہی کثرت سے نازل ہوتا ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Digitized by khalafat Library Rabwah

سب اہلِ قبلہ اپنے بھائی ہیں

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ"

(بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہماری سی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا تو اس مسلمان کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اس کے رسولؐ کا ذمہ ہے۔ پس اس بارے میں اللہ کے عہد کو نہ توڑو

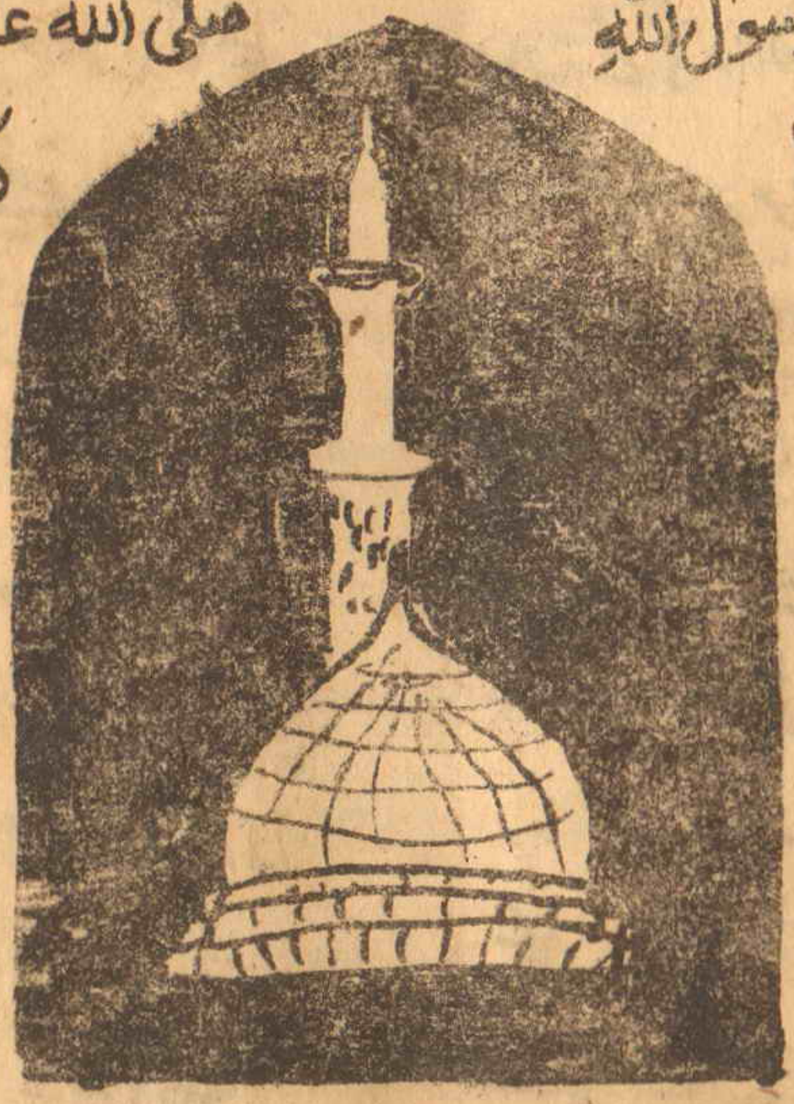

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی صفائی کے ساتھ مسلمان کی تعریف فرمائی ہے۔

یہ حدیث ان لوگوں کے لئے موجب عبرت ہے جو معمولی معمولی باتوں پر بگڑ بیٹھتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کافر کہنے لگتے ہیں۔ آج کل وہ لوگ جو علمائے دین کہلاتے ہیں اور جنہوں نے اس زمانہ میں کافروں کو مسلمان بنانے کی بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے وہ اس فرمانِ نبویؐ پر غور کریں

یہاں صاف فرمایا گیا ہے کہ جو شخص ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارا کھانا کھائے وہ مسلمان ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اس کی نجات کے ذمہ دار ہیں۔ پھر مسلمانو! کون ہے جو اللہ اور رسولؐ کے ذمہ دار بننے کے بعد اسے کچھ کہے اور اللہ تیرا اس کا ذمہ قبول نہ کرے اور ان سے لڑائی مول لے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

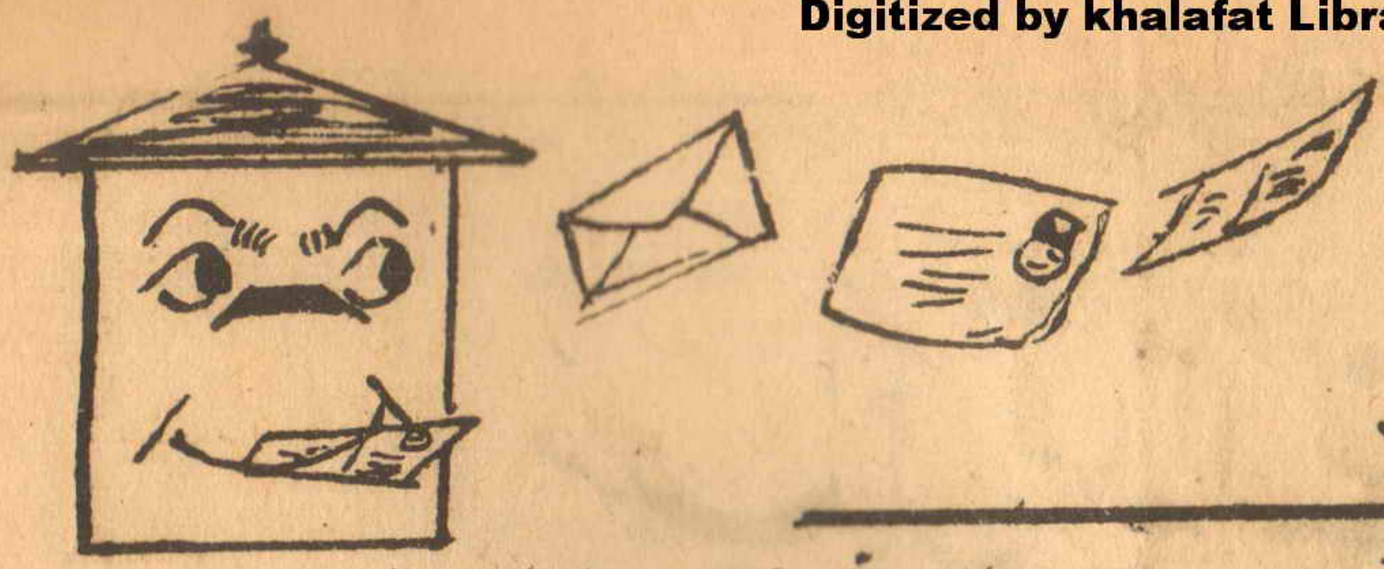

آپ کا خط ملا

★ "تشحیذ الاذہان" بہت پسند آیا۔ خاص طور پر "والدہ کی خدمت" پر حضور علیہ السلام کا خط بہت پسند آیا۔ ننھے ادیب میں کہانیاں "عقلمند حامنی" اور "مقامِ دعا" بہت پسند آئیں۔ لطیفے بھی اچھے تھے۔

(یحییٰ منصور الحق۔ کراچی)

★ "مجھے تشحیذ الاذہان بہت پسند ہے اور میں بڑے ہی اشتیاق سے پڑھتا ہوں۔ بلکہ میرے سب گھر والے بھی پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں بڑی اچھی اچھی چیزیں ہوتی ہیں۔"

(ملک ظفر احمد محمود کہ۔ جوہر آباد)

★ مارچ کے تشحیذ میں سب لطائف اور کہانی بہت دلچسپ تھی۔ لیکن وفائے عہد بھائی محمد الیاس نے ستمبر ۱۹۷۱ء کے رسالہ تشحیذ سے نقل کی ہے اور بھائی ظہیر الدین بٹ نے بھی "رشید نے شرارتوں سے توبہ کر لی۔" نقل کی ہے۔

(امۃ السلام فیروز والہ)

★ اب ہمارا رسالہ بہت ترقی کرتا نظر آتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے احمدیت بہت ترقی کرے گی اور اس کی روشنی تمام دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے گی اور تمام دنیا ایک نئے اجالے سے منور ہو جائے گی۔ حضورؒ نے فرمایا تھا کہ "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو فریضہ تبلیغ انجام دے" اور مجھے پوری امید ہے کہ وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ جو دنیا میں تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے زور شور سے انجام دے رہی ہے۔

(کوثر پروین۔ نارووال)

★ مارچ کا شمارہ پڑھا۔ "وفائے عہد"، "شگفتہ شگفتہ"، "مقامِ دعا"۔ پسند آئے۔ صفحہ ۳۴ پر جو معلومات شائع ہوئی ہیں ان میں سب سے آخر میں لکھا ہے کہ:۔

"قائد اعظمؒ کے آخری الفاظ تھے۔

"نہیں میں زندہ نہیں رہوں گا"

یہ ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ ٹھیک یہ ہے کہ:۔

"خدا..... پاکستان....."

تمام کا تمام رسالہ پڑھا بے حد دلچسپ تھا مگر بلا عنوان کہانی کی کمی محسوس ہوئی۔ "مستقبل کے ادیب" اب یہ کالم کیوں شائع نہیں ہوتا؟

(طاہرہ حبیب احمد۔ حافظ آباد)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ادارتیہ

تم بھی اِک تصویر بناؤ

بچو! ہم جانتے ہیں کہ تمہیں تصویریں کھینچنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ تم اگر خالی بیٹھے ہو تو پنسل ہاتھ میں لے کر کسی نہ کسی پرندے یا پھول یا درخت وغیرہ کی تصویر بنانے لگتے ہو۔ بُرا نہ ماننا۔ ٹیڑھی میڑھی لکیریں کھینچ کر تم سمجھتے ہو کہ ہم نے بہت اچھی تصویر بنائی ہے۔ تمہاری چھوٹی عمر کے لحاظ سے وہ اچھی ہی ہوتی ہے۔ اسے دیکھ کر تم خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ ہر ایک سے کہتے پھرتے ہو۔ "آہا ہم نے کیسی اچھی تصویر بنائی۔" اگر کوئی تعریف کر دے تو پھر تمہاری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

تمہارا یہ شوق دیکھ کر آج ہم بھی تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ آؤ بھئی تم سب ایک تصویر بناؤ اور اس میں خوب اچھے اچھے رنگ بھرو۔ یہ کوئی ایسی ویسی تصویر نہیں ہے۔ دیکھنا اگر تم یہ تصویر بناؤ گے تو سب لوگ ہی اسے دیکھ کر خوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ بھی آسمان پر خوش ہوگا۔ وہ تمہیں بہت بڑا انعام دے گا ——— اتنا بڑا کہ اُس کے سوا اور کوئی اتنا بڑا انعام دے ہی نہیں سکتا ——— پھر یہ تصویر ایسی مشکل بھی نہیں کہ تم بنا نہ سکو۔ پرندوں وغیرہ کی تصویریں تو تم سے ٹیڑھی میڑھی بنتی ہیں لیکن جو تصویر ہم تم سے بنوانا چاہتے ہیں اگر اسے بنانے کی کوشش کرو گے تو یقیناً ذرا سی محنت سے ایسی تصویر بنا لو گے کہ سب دیکھ کر عش عش کر اٹھیں گے۔

تم پوچھو گے وہ تصویر کونسی ہے ——— ؟ تو ہم تمہیں بتاتے ہیں ——— وہ تصویر ہے ہم سب کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

تم کہو گے اور ہمیں کہنا بھی چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کیسے بنائی جا سکتی ہے جبکہ ہم نے آپ کو دیکھا ہی نہیں اور نہ آپ کی کوئی تصویر ہی موجود ہے۔ اور ویسے بھی ہاتھ سے کسی انسان کی تصویر بنانا جائز نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانا تو اور بھی زیادہ ناجائز ہے ——— یہ بات تمہاری صحیح ہے لیکن ہم تمہیں ایک جائز طریق بتاتے ہیں جس سے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنا سکتے ہو ———

Digitized by khalafat Library Rabwah

دوسری طرز یہ ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اپنے دل پر کھینچنے کی کوشش کرو! ——— اب تم کہو گے کہ دل پر کیسے تصویر بنائیں ——— ؟ سو دل پر تصویر کھینچنے کا طریق ہم تم کو بتاتے ہیں اور بتاتے بھی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں ——— حضور فرماتے ہیں۔ ———

"تم اپنی زندگی میں وہ اعمال پیدا لاؤ جن کا نمونہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے رکھا ہے، تمہارے لئے نجات کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں کہ تم اپنے دل پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچو (یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ) تم اپنے آپ کو انہیں جیسا بنانے کی کوشش کرو۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء)

دیکھا تم نے کیسی آسان ترکیب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچنے کی؟ ——— آنحضرت نے جس جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے وہی کام پورے شوق کے ساتھ تم بھی کرتے چلے جاؤ۔ مثال کے طور پر ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے بہت نفرت تھی۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ زندگی بھر میں آپ نے ایک دفعہ بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ سو تم بھی ہمیشہ سچ بولنے کا پختہ عہد کر لو۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرتے تھے اور دوسروں کو بھی خدا کی عبادت کی تلقین فرماتے تھے۔ تم بھی ایسے ہی بن جاؤ۔ باقاعدگی سے نماز پڑھنی شروع کر دو اور جو بچے نماز نہیں پڑھتے انہیں بھی نماز پڑھنے کی تلقین کرو ——— اسی طرح نیکی کے اور بہت سے کام ہیں جو آنحضرت صلعم کیا کرتے تھے ان کاموں کے متعلق ہم تمہیں آئندہ کبھی بتائیں گے۔ وہ سب کام کرتے چلے جاؤ۔ ان سے کبھی غافل نہ ہو۔ پھر دیکھو آپ ہی آپ تمہارے دل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر کھنچ جائے گی۔ خدا تم سے خوش ہو گا۔ اور تمہیں دین و دنیا کی نعمتیں عطا کرے گا۔ ایسی ایسی نعمتیں ——— جو اس کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔

خدا تعالیٰ تمہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مسعود احمد دہلوی)

● "ایمان بھی ہے نیک کام بھی ہیں۔ مجاہدات پل ہیں۔ جو جسمانی اور ظاہری طور پر کئے جاتے ہیں۔ نفس موٹا بیل ہے جو نفس لوّامہ ہے۔ شریعت اس کے چلانے کے لئے ڈنڈا ہے اور جو انسان اس سے پیدا ہوتا ہے وہ حیاتی زندگی ہے۔"

(فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ "پیغام صلح" صفحہ ۳۸)

Digitized by khalafat Library Rabwah

قرآنی اسباق

وعدہ کا پورا کرنا

گزشتہ شمارہ میں آپ نے پڑھا تھا کہ سچا انسان وہ ہوتا ہے جو زندگی کی ہر بات میں سچا ہو۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنے والے کا کسی بات میں بھی اعتبار نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اگر وہ کسی سے کوئی وعدہ کرتا ہے تو اس بارہ میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وعدہ پورا بھی کرے گا یا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وعدہ کا پورا کرنا بھی دراصل سچ ہی کی ایک شاخ ہے اور وعدہ کا پورا نہ کرنا جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے۔

جو شخص سچائی کو پسند کرے گا وہ اس بات کا بھی پورا پورا خیال رکھے گا کہ جو وعدہ کروں اسے پورا بھی کروں۔ اور جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے اپنے وعدہ کو توڑنا معمولی بات ہے اور وعدہ کر کے اس سے پھر جانا اور اسے پورا نہ کرنا بہت ہی بُری چیز ہے۔ فرض کریں کہ آپ کا کوئی دوست آپ سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ فلاں دن پانچ بجے آپ کے ہاں آؤں گا۔ اور شام کی چائے آپ کے ساتھ پیوں گا۔ آپ اس کے لئے بڑی تیاری کرتے ہیں۔ خاص اہتمام سے چائے تیار کرواتے ہیں۔ بازار سے مختلف چیزیں خرید کر لاتے ہیں اور پھر اپنے دوست کی انتظار میں ہیں کہ اب آئے تو مل کر چائے پئیں۔ مگر جو وقت اس نے آپ کو دیا تھا وہ گزر جاتا ہے اور آپ بار بار باہر نکل کر دیکھتے ہیں کہ شاید وہ آرہا ہو مگر اس کا کہیں پتہ نہیں۔

اس دوران طرح طرح کے خیالات آپ کے دل و دماغ میں پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پانچ کے بعد چھ بجتے ہیں لیکن آپ کے دوست کا پتہ نہیں۔ اب آپ دل ہی دل میں اُسے کوسنے لگتے ہیں اور سخت غصہ آرہا ہے کہ نہ جانے وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ ——— آخر اس کی انتظار چھوڑ کر آپ اکیلے ہی چائے پی کر اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مگر دل میں یہ غصہ ضرور ہے کہ اچھا آدمی ہے وعدہ کر کے بھی نہ آیا۔ اور نہ ہی اپنے آنے کی اطلاع دی کہ مجھے آج یہ مشکل پیش آگئی ہے۔ اس لئے آج آپ کے ہاں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اب کبھی اس کے وعدہ پر اعتبار نہ کروں گا۔

یہ ساری بدمزگی کس لئے پیدا ہوئی؟ آپ کو اپنے دوست پر غصہ کیوں آیا؟ آپ کو اس

Digitized by khalafat Library Rabwah

قدر بے چینی اور تکلیف کیوں اٹھانی پڑی؟ —— صرف ایک بات سے اور وہ بات صرف اتنی سی ہے کہ آپ کے دوست نے وعدہ کیا اور پھر اس وعدے کو پورا نہ کیا۔

آپ سوچیں کہ اگر آپ نے بھی کسی کے ساتھ کوئی وعدہ کیا اور پھر اسے پورا نہ کیا تو اسے بھی ایسی ہی یا اس سے زیادہ تکلیف ہوگی اور آپ کو بھی اسی قسم کی شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا جس قسم کی شرمندگی آپ کے دوست کو اٹھانی پڑی آپ کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اور محبت اور دوستی میں کمی آجائے گی۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ جب آپ کسی سے کوئی وعدہ کرتے ہیں تو پھر اس وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ بعض اوقات کسی مجبوری کے تحت آپ کو اپنا وعدہ یاد نہیں رہتا۔ یا ذہن سے نکل جاتا ہے۔ یہ بالکل اور صورت ہے لیکن اس صورت میں بھی جب آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو تو جلد از جلد اس غلطی پر معافی مانگو اور پھر کوئی ایسا کام بھی کرنا چاہیئے جس سے اس غلطی کی بھی تلافی ہو جائے اور پھر آپ کے دوست کو ویسی ہی خوشی ہو جیسا آپ سے تمہارا وعدہ پورا ہونے سے دکھ اور تکلیف پہنچی تھی۔

وعدہ پورا نہ کرنے کی ایک وجہ سستی اور کاہلی ہوتی ہے۔ یہ ایسی غلطی ہے کہ اسے آسانی سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر آپ نے اپنی سستی اور کاہلی سے وعدہ پورا نہ کیا تو اس صورت میں بھی آپ کا فرض ہے کہ پہلے معافی مانگیں اور پھر ایسا کام کریں کہ جس کے نتیجہ میں یہ رنج سے بالکل ختم ہو جائے اور ساتھ ہی اپنے دل میں بھی یہ عہد کریں کہ آئندہ ایسی غفلت سے ہرگز کام نہ لوں گا۔

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان جسب وعدہ جانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ لیکن اچانک کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا پہلے سے کوئی خیال نہیں ہوتا۔ مثلاً بیمار پڑ گئے۔ چوٹ لگ گئی یا کوئی اور ضروری کام پڑ گیا جس کی موجودگی میں دوسری تمام مصروفیات کو ختم کرنا پڑا۔ تو یہ باتیں انسان کے بس میں نہیں ہوتیں۔ اگر ایسی کوئی صورت پیدا ہو جائے تو اس صورت میں جس سے وعدہ کیا گیا ہو اسے اپنی مجبوری کی بڑے افسوس کے ساتھ اطلاع دینی چاہیئے اور بعد میں اس کے رنج یا نقصان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کسی کے ہاں آنے جانے کی ہی بات نہیں۔ دوسری باتوں کا بھی وعدہ کیا جاتا ہے اور اسے پورا کرنا بھی ضروری ہے، مثلاً آپ نے اپنے امام ایدہ اللہ کے حضور یہ وعدہ کیا کہ میں "وقف جدید" کی تحریک میں ہر سال اتنا چندہ دوں گا۔ اور پھر آپ وہ وعدہ پورا نہیں کرتے تو یہ بھی وعدہ توڑنے کی ایک شکل ہے

یہ یاد رکھیئے۔ وعدہ ایک تو وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے انسان سے کیا جائے۔ یا ایک قوم دوسری قوم سے کرے جسے معاہدہ کہتے ہیں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک وعدہ وہ ہے جو انسان خود اپنے آپ سے کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ میں آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا ہمیشہ سچ بولوں گا۔ پھر وعدہ کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان اپنے رب سے وعدہ کرتا ہے کہ اے اللہ! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کسی سے وعدہ کر کے نہیں توڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا"

(بنی اسرائیل: ۳۵)

یعنی اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ ہر عہد کی نسبت یقیناً ایک نہ ایک دن پوچھا جائے گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرنا ایمان کی کمی (نفاق) کی نشانی ہے۔"

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"تم جس چیز کو پورا نہ کر سکو اس کا وعدہ نہ کرو۔"

ایک شخص عبداللہ بن الحمساء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معاملہ کیا اور آپ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آ کر حساب صاف کرتا ہوں۔ اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا اور اسی حالت میں تین دن گزر گئے۔ تین دن کے بعد آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ بیٹھے دیکھا حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم جو وعدہ کریں اسے پورا کرنے کی پوری کوشش کریں۔

(بھائی جان)

○

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی

ماہِ جنوری کے مقابلہ مضمون نویسی بعنوان "آپ نے جلسہ سالانہ پر کیا دیکھا" کا نتیجہ اس طرح ہے:۔

اس مقابلہ میں عزیزم عبدالرؤف شاہد معرفت عبدالکریم صاحب آٹرن اسٹور۔ گول بازار۔ ربوہ۔ اوّل قرار پائے ہیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اطفال نے معیاری مضامین بھجوائے:۔

(۱) عزیزم طاہر احمد۔ عزیز آباد کراچی
(۲) عبدالحلیم شرر۔ ربوہ
(۳) طارق سلیم۔ پیر محل۔ لائلپور
(۴) محمد شفیق قیصر۔ عزیز آباد۔ کراچی

ناظم اطفال
مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد۔ کراچی

○

"تشحیذ الاذہان" کا مطالعہ بچوں کی تربیت اور اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے

Digitized by khalafat Library Rabwah

دین کی اہمیت

بشوی کوکب۔ جھنگ صدر

دین کا لفظ مذہب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دین وہ راستہ ہے جو کہ مختلف ادوار میں مختلف انبیاء نے لوگوں کو دکھایا۔ لوگوں کو یہ راستہ دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے نیکی اور بھلائی کا راستہ لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے علاقہ کے لئے دین لے کر تشریف لائے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے ایک صاف اور کھلم کھلا تعلیم پر مبنی دین لائے جو کہ اسلام ہے اور خدا کے نزدیک صرف وہی قابل قبول ہے۔

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ"

تمام انبیاء نیک تعلیم لوگوں کے لئے لیکر آئے انہوں نے وہ لوگوں کے سامنے پیش کی اور کہا کہ یہ وہ راستہ ہے جو تمہیں رشد اور ہدایت کی طرف لے جائے گا۔ اگر اس پر چلو گے تو خدا کو پالو گے اور اس تک پہنچ جاؤ گے ورنہ یونہی ظلمات میں بھٹکتے رہو گے

دین کے ساتھ ساتھ دنیا بھی ہے یہ دونوں چیزیں لازم ملزوم ہیں لیکن انجام اور نتائج کو دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ دین دنیا سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ دنیا بھی انسان کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس سے وہ اپنی مادی اور دوسری قسم کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے لیکن انسان کا مقصد صرف یہی نہیں ہے کہ وہ دنیا کی نعماء و ضروریات، لذات کو حاصل کرے اور ان کے پیچھے بھاگتا پھرے بلکہ اس کا ایک نہایت ارفع و اعلیٰ مقصد ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکے اور اسے پالے یہ ہے اس کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد۔ اس کے نیک اعمال اور خدا سے ملنے کی تڑپ غیر فانی ہے جبکہ دنیا کی تمام دولت و سامان فانی ہیں اور یہیں رہ جانے والے ہیں۔ نیک اعمال کرنے کا جذبہ اور خدا سے ملنے کی تڑپ ہم دین کے اصولوں سے پیدا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء ہمیں اپنی تعلیم کے ذریعہ نیک اعمال کی تلقین کرتے ہیں۔ سو ہم وہ کرتے ہیں اور جن کاموں سے وہ ہمیں روکتے ہیں ان سے ہم رک جاتے ہیں۔ تمام انبیاء اس بات پر زور دیتے ہیں کہ دین دنیا سے افضل ہے وہ ہمیں دنیوی مال و متاع کے پیچھے بھاگنے سے منع کرتے ہیں۔ ان سب نے دین کی تلقین کی ہے اور بتایا ہے کہ دین سے خدا خوش ہوتا ہے نہ کہ دنیا سے۔ پس جو بھی آیا اس نے زیادہ تر دین کو مقدم کرنے پر دیا کیونکہ اس پر عمل کرنے

Digitized by khalafat Library Rabwah

یادداشت

الطاف قدیر کراچی

ہر سال آپ کو اسکول میں امتحان دینا ہوتا ہے۔ ان امتحانات کی تیاری کے لئے آپ کو سب سے زیادہ اپنے حافظے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ ہم کسی بات یا مضمون کو کافی عرصہ گزر جانے کے بعد بھی دوبارہ بیان کر سکتے ہیں۔

یہ انسان کی فطرت ہے کہ جن باتوں سے اُسے دلچسپی ہوتی ہے وہ اسے عرصۂ دراز تک بھی نہیں بھولتیں لیکن جن باتوں سے دلچسپی نہ ہو وہ زیادہ دیر تک یاد نہیں رہتیں۔

ماہرینِ نفسیات انسان کی یادداشت کو بہتر بنانے کے لئے ایک دلچسپ ذہنی ورزش تجویز کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کسی ہیں کو لے کر کسی پرسکون جگہ پر بیٹھ کر روزانہ ایک ہی وقت پر اس کی بناوٹ رنگ وغیرہ کا بغور مطالعہ کریں، پھر آنکھیں بند کر کے ذہن میں اس پین کی ساخت پر غور کریں اور جو کچھ آپ کو یاد رہا ہو اسے ذہن میں دُہرائیں۔ کچھ روز کے بعد کوئی اور چیز لے کر یہی عمل دُہرائیں۔ یاد رہے کہ وقت روزانہ ایک ہی ہو۔ جب تقریباً ڈیڑھ دو ماہ کا عرصہ گزر جائے تو آپ کسی کتاب کا کوئی صفحہ غور سے پڑھیں اور آپ کو جو کچھ بھی یاد رہا ہو اُسے آنکھیں بند کر کے ذہن میں دُہرائیں۔ یہ عمل بھی کم از کم ایک ماہ کریں۔ اگر آپ محنت کے ساتھ اس ورزش کو کرتے رہیں تو آپ کا ذہن کتابوں میں لکھی ہوئی باتوں کو بھی لمبے عرصہ کے لئے یاد رکھنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ آپ خود آزما کر دیکھ لیں۔ ممکن ہے کسی کا ذہن امتحان سے قبل ہی بہت بہتر ہو جائے۔

کسی لفظ یا بات یاد رکھنے کے ایک اور طریقہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جسے MNEMONICS کہتے ہیں۔ اس کا تلفظ "نیمونکس" ہوگا (لغتی N سے پہلا M ساکن ہوگا یا اس کی آواز نہیں ہوگی)

مثال کے طور پر "قرآن مجید" میں آتا ہے:۔

"صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ ..... الخ"

(سورۃ البقرہ)

جس کا مطلب ہے "بہرے۔ گونگے۔ اندھے ....." لیکن اس کے یاد رکھنے میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے۔ اس کے یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے صُمٌّ ہے اس کی آواز سن سے ملتی ہے اس لئے اس سے بنا۔ "سُن نہیں سکتے" پھر ہے بُكْمٌ۔ اس کی آواز ب

Digitized by khalafat Library Rabwah

سے مشابہ ہے اس لئے اسے یاد رکھیں" بول نہیں سکتے" یعنی گونگے ہیں۔ پھر "عُمْیٌ" "اس کی آواز "ا" سے ملتی ہے اس سے یاد رکھیں کہ "اندھے" ہیں۔

اسی طرح سے انگریزی زبان کے دو ہم آواز الفاظ ہیں "WEEK" اور "WEAK"

ایک دفعہ ایک چھوٹا سا طالبعلم تھا جو ان دو الفاظ کے معنے اکثر الٹ کر لیا کرتا اور استادوں کے بارہا سمجھانے کے باوجود وہ اس الجھن سے نجات نہ پا سکا۔ وہ یہ تو یقیناً جانتا تھا کہ ایک لفظ کا ترجمہ "کمزور" ہے اور دوسرے کا "سات دن کا عرصہ" لیکن لکھتے وقت وہ کبھی ایک یا کبھی دوسرا انہی معنوں میں استعمال کرتا رہتا اور استادوں کی جھڑکیاں سہتا رہتا۔ حسنِ اتفاق سے ایک بار اس کے والد کی ملاقات ایک ماہر نفسیات سے ہو گئی اور اس نے اپنے بیٹے کی اس الجھن کا تذکرہ کیا۔

ماہر نفسیات نے اس ننھے بچے کو اپنے پاس بلایا اور یوں سمجھایا کہ "بیٹے دیکھو اگر دو بھائی کندھے سے کندھا ملا کر کسی دشمن کے مقابل میں کھڑے ہو جائیں تو کیا وہ "کمزور" ثابت ہوں گے؟"

بچے نے جواب دیا کہ "نہیں۔ دو مل کر تو زیادہ طاقتور ہو جائیں گے"

تب ماہر نفسیات نے کہا۔ "بیٹے! اب یوں سمجھو کہ ایک "ع" ایک بھائی ہے اور دوسری "ع" دوسرا بھائی۔ اب اگر دونوں ہی کندھے ملا کر کھڑے ہو جائیں جیسے کہ لفظ "WEEK" میں ہے تو اب اس کا مطلب "کمزور" کیسے ہو گا؟ پس کمزور دوسرے "WEAK" کا مطلب ہے"

اور یوں وہ بچہ زندگی بھر کے لئے اس الجھن سے نجات پا گیا۔

یہ صرف دو مثالیں ہیں۔ آپ اپنی ضروریات کے مطابق اور موقع محل کے اعتبار سے اپنی مرضی کا کوئی جملہ بنا لیں یا کوئی اور چیز مقرر کر لیں اس کی مدد سے بھی آپ کئی چیزیں یاد رکھ سکتے ہیں،

آخر میں میں اپنے بزرگوں اور ماہرین تعلیم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ وقتاً فوقتاً "تشحیذ الاذہان" کے ذریعہ بچوں کو ایسی مفید معلومات اور تجربات ضرور بہم پہنچاتے رہیں جو ان کی کسی نہ کسی صورت میں ذہنی استعداد کو بڑھانے اور اس سے بہتر کام لینے کا ملکہ پیدا کر سکیں۔

○

ناصرات اور اطفال متوجہ ہوں

امسال مرکز کی طرف سے اطفال اور ناصرات کیلئے مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "حضرت مصلح موعودؓ کے بچوں سے حسن سلوک" مقرر ہوا ہے۔ یہ مضمون ۳۱ دسمبر ۷۷ء تک پہنچ جانا چاہیئے اور ۱۵ الفاظ پر مشتمل ہو۔ اول۔ دوم اور سوم انعامات بالترتیب ۵ روپے ۳ روپے اور ۲ روپے کے ہوں گے۔ ناظمین اطفال لجنہ اماء اطفال کے مکمل پتے مرکز میں جلد بھجوائیں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال لاجنہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک اسلامی تاریخی کہانی

عدل و انصاف

محمد جمیل حافظ عارف اللہ - سانگلہ ہل

شاہِ اندلس محمد بن ابی عامر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے قرطبہ کا گورنر بن جانے کے بعد عدل و انصاف کی ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ محمد بن ابی عامر قرطبہ کا ایک معمولی عرضی نویس تھا۔ شاہی محل کے قریب وہ لوگوں کے لئے عرضیاں لکھنے کا کام کرتا تھا۔ وہ اتنا محنتی اور دیانتدار تھا کہ شہر کا قاضی اُسے اپنے محکمے میں لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے وہاں ایسی سوجھ بوجھ اور سلیقے سے کام کیا کہ حاکمِ وقت نے اپنی ایک جاگیر کا کام اس کے سپرد کر دیا یہاں بھی اس نے اپنی قابلیت دکھائی اور بہت ہی کم مدت میں جاگیر کی آمدنی اتنی بڑھا دی کہ حاکمِ وقت کو اس کا معترف ہونا پڑا۔ لوگ اس سے حسد کرنے لگے۔ طرح طرح کی شکایتیں قاضی کے پاس پہنچنے لگیں یہاں تک کہ ان تمام شکایات کی چھان بین اور تحقیقات کی گئی لیکن محمد ابن ابی عامر بے قصور نکلا۔ لہٰذا تمام حاسد لوگ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ قاضی اور حاکمِ وقت کی نظروں میں اس کی اہمیت اور قدر و منزلت مزید بڑھ گئی۔ وقت گزرتا چلا گیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب اُسے حاکمِ وقت کی طرف سے قرطبہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔

گورنر بن جانے کے بعد اس نے اپنے علاقہ کے نظام کو درست کیا اور عدل و انصاف کی اعلیٰ روایات کو قائم کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں۔ محمد بن ابی عامر کا یہ دبدبہ اور رعب دیکھ کر اس کے بیٹے کے سر میں غرور سما گیا۔ اور وہ ہر شخص کو اپنے سے حقیر اور ادنیٰ سمجھنے لگا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس نے سرِ بازار اپنے باپ کے گھمنڈ میں ایک لڑکے کو بید مار مار کر لہولہان کر دیا۔ لوگ جمع ہو گئے اور تماشا دیکھتے رہے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ روکتا۔ جب وہ پیٹتے پیٹتے تھک گیا تو خود ہی چھوڑ کر چلا گیا۔

لڑکا روتا پیٹتا گھر پہنچا اور اپنے والدین کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ مگر وہ بھی رو رو کر چپ ہو گئے لیکن کسی طرح یہ خبر محمد بن ابی عامر کے کانوں تک پہنچ گئی وہ فوراً عدالت میں پہنچا اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کو پکڑ کر عدالت میں حاضر کریں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

چنانچہ اس کے حکم پر عدالت کے کارندے اس کے بیٹے کو پکڑ لائے اس موقع پر مدعی پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ محمد بن ابی عامر نے اسے بید دے کر حکم دیا کہ وہ ملزم کو اسی طرح مارے جس طرح اس نے اُسے بید مارے تھے۔ لڑکے نے بید پکڑ لیا اور ملزم کو مارنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اور پھر اسی حالت میں دم توڑ گیا۔ اس کی لاش شاہی محل میں پہنچا دی گئی۔ ماں بیٹے کی لاش دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ محمد بن ابی عامر گھر پہنچا تو وہ کہنے لگی۔ "یہ آپ نے کیا قیامت ڈھا دی؟ اس کی جگہ میری جان لے لی ہوتی۔"

باپ نے بیٹے کی لاش کو دیکھا۔ تھوڑی دیر چپ رہا پھر آسمان کی طرف دیکھا اور بیوی سے بولا۔

"بیگم میرا اور تیرا غم برابر ہے تو اگر ماں ہے تو میں باپ ہوں۔ لیکن اس بات کو نہ بھول کہ میں مسلمان بھی ہوں اور قاضی بھی۔ اسلام ہمیں انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے سامنے سب برابر ہیں۔ اس میں کسی کے لئے کوئی رعایت نہیں۔ میں نے بطور قاضی اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور اب میں باپ کی حیثیت سے اپنے بیٹے کی تدفین کا بندوبست کرتا ہوں۔"

پیارے بچو! اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عدل سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم ہر معاملے میں عدل و انصاف سے کام لیں۔

○

ہر قسم کا سامانِ سائنس
دلچسپی زرخوں پر خرید نے کے لئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور
گریاد رکھیں
فون
۶۴۵۰۰

اپنی جملہ طبی ضروریات اور طبی مشورہ کے لئے ہمارے شفاخانہ اور مطب سے رجوع کریں۔
اوقات: صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک، شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک۔ باہر کے احباب بتفصیل حالات بیماری لکھ کر مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔
حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام الدین مرحوم
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ ٹیلیفون: ۴۸۴۴

Digitized by khalafat Library Rabwah

مولانا محمد علی جوہر

"آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے"

ملک مظفر احمد۔ کرشن نگر۔ لاہور

نومبر ۱۹۹۲ء کو کانپور (بھارت) ریلوے اسٹیشن سے "لکھنؤ میل" روانہ ہوئی۔ دو مولوی بھاگتے ہوئے پلیٹ فارم میں داخل ہوئے۔ گاڑی حرکت میں آچکی تھی۔ سامنے فرسٹ کلاس کا ڈبہ تھا۔ دونوں اسی میں سوار ہو گئے۔ اس زمانہ میں فرسٹ کلاس میں صرف راجہ، مہاراجہ یا حکومت کے ذمہ دار لوگ سفر کیا کرتے تھے۔

ڈبے میں پانچ انگریز بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کھا جانے والی نظروں سے مولویوں کی طرف دیکھا۔ دونوں کھدر پوش تھے۔ چہروں پر داڑھیاں، سر کے بال بکھرے ہوئے۔ پاؤں میں معمولی جوتے۔ دونوں کسی توقف کے بغیر ایک طرف بیٹھ گئے۔

انگریزوں کو یہ ناگوار گزرا کہ جاہل ہندوستانی ایک تو بلا اجازت ڈبے میں گھس آئے اس پر نہ سلام نہ دعا اور نہ معذرت۔ ایک انگریز نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

اس نے کہا۔ "ذرا نیچے کھینچ کر گاڑی کو اوور

دوسرے نے کہا۔ "ان کا سامان باہر پھینک دیا جائے۔"

تیسرے نے مشورہ دیا کہ "ان کا سامان ان کے پاس رہنے دیا جائے اور دروازے کے پاس کھڑا کر دیا جائے۔"

چوتھا انگریز جو خاصا بوڑھا تھا بولا کہ "بہتر ہوگا کہ ہم اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور ان کو بڑے اخلاق سے یہ سمجھائیں کہ انھوں نے غلطی کی ہے یہ جاہل لوگ ہیں اگر نہ سمجھے تو پھر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔"

یہ سن کر مولویوں میں سے ایک کھڑا ہو گیا اور انگریزوں ہی کے لہجے میں بولڈ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھیوں کے لئے آپ کا مشورہ بہت مناسب ہے۔ جاہل کو جاہل سمجھ کر سزا دینا دنیا کی سب سے بڑی جہالت ہے۔"

Digitized by khalafat Library Rabwah

پانچوں انگریز سٹائے میں آگئے۔ انھیں یہ گمان ہی نہ تھا کہ یہ کھدر کے کپڑے پہنے ہوئے لوگ جن کے چہروں پر داڑھیاں اُگی ہوئی ہیں ہمارے ہی لہجے میں ہم سے بات کریں گے اور طنز بھی۔

ایک انگریز بولا۔ "کیا تم ہماری زبان سے واقف ہو؟"

"آپ کے سامنے کسی گراموفون کا ریکارڈ نہیں جیتا جاگتا انسان بول رہا ہے۔" ایک مولوی نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد بڑھنے کو کوئی اور بحث چھیڑ دی مولوی صاحب کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے۔ بات بڑھتی بڑھتی شیکسپیئر تک پہنچی ایک موقع پر یہ فقرہ آیا۔

"شیکسپیئر دنیا کا سب سے بڑا جرنلسٹ تھا"

مولوی صاحب یہ برداشت نہ کر سکے اور دخل اندازی کی معذرت کرتے ہوئے بولے:۔

"جناب کوئی مصنف کبھی تنہا نہیں ہوتا البتہ متعدد ضرور ہوتا ہے۔ شیکسپیئر کو ہم خالصتہً جرنلسٹ نہیں کہہ سکتے البتہ اس نے اس سلسلہ میں ایک پائیدار کڑی کا اضافہ کیا ہے"

انگریز قوم شیکسپیئر پر جان دیتی ہے وہ یہ باتیں برداشت نہ کر سکے اور الجھ پڑے۔ مولوی صاحب نے بڑے آرام سے شیکسپیئر کا تجزیہ کیا کہ سب ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ بوڑھا انگریز کھڑا ہوا اور مولوی صاحب کی طرف ادب سے بڑھا اور بولا:۔

"میری عمر شیکسپیئر کو پڑھتے پڑھاتے گزر گئی ہے مگر میں نے کبھی ایسا تجزیہ نہیں سنا اور آپ نے جس انداز سے انگریزی کے محاورات استعمال کئے مجھے ایسا لگا کہ میں ابتدائی جماعت میں ہوں اور استاد کے فقرے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کا تعارف حاصل کر کے بہت خوشی ہوگی۔"

مولوی صاحب مسکرائے اور بولے "میرا نام محمد علی ہے اور یہ میرے ساتھی عبدالماجد دریا آبادی ہیں۔"

بوڑھے نے حیرت سے پوچھا کہ "کون محمد علی؟ جو انگریز قوم کا جانی دشمن ہے؟"

مولوی صاحب بیساختہ ہنس دیئے اور بولے کہ "تفصیلات پھر کبھی۔ غالباً آپ یہ سمجھتے ہیں کہ علی راوان جس انگریز کو دیکھتے ہیں اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ دیکھ لیجئے میرے ناخن تراشے ہوئے ہیں۔"

لڑائی افراد میں نہیں نظریات میں ہے۔ آپ لوگ ۶۰۰ میل دور سے آئے اور نہ صرف ہماری زمینوں پر قبضہ کر لیا بلکہ ہمارے سینوں سے اس حرارت کو بھی چھین لینا چاہتے ہیں جو زندہ قوموں کا سرمایہ افتخار ہوتی ہے لیکن ہم آپ سے کچھ چھیننا نہیں چاہتے صرف اپنی کھوئی ہوئی عظمت واپس لینا چاہتے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ ہم ایک نہ ایک دن ضرور حاصل کر لیں گے۔"

اس کے بعد ڈبے میں سناٹا چھا گیا اور وہ واپس میں کوئی بات نہ کر سکے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

شگفتہ شگفتہ

مرتبہ
شفیق احمد الٰہی۔ سیکرٹری ایریا۔ ربوہ

کفایت شعاری

ابوبکر بن حزم نے بارگاہِ خلافت میں درخواست کی کہ دفتر میں کاغذ، قلم، دوات اور روشنائی کے اخراجات میں اضافہ کیا جائے!

عمر بن عبدالعزیز نے اس درخواست کے جواب میں بڑا سخت خط ارسال کیا۔ انہوں نے لکھا:-

"ابوبکر! وہ دن یاد کرو۔ جب تم اندھیری رات میں کسی روشنی کے بغیر ٹھوکریں کھاتے تھے۔ کیچڑ میں لت پت اپنے گھر سے مسجد نبوی میں جایا کرتے تھے۔ آج تم اس سے کہیں آسودہ حال ہو۔ اللہ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ نوازا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم مسلمانوں کا مال مستحق لوگوں پر خرچ کرنے کی بجائے ارباب حکومت کی ضروریات پر صرف کرنے لگیں۔ کاغذ میں اضافہ کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ تم قلم باریک کر لو اور بین السطور لکھ کر قریب قریب لکھا کرو۔ اپنی ضروریات میں کفایت شعاری سے کام لو اور ناگزیر حد تک خرچ کرو۔ میں مسلمانوں کے مال میں سے کسی قسم کی کوئی رقم صرف کرنا پسند نہیں کرتا جو ان کے مفید نہ ہو۔"

امیر یا مامور

نوجوان درویش مکہ معظمہ کی راہ پر جا رہا تھا آگے آگے ایک خدا رسیدہ بزرگ بھی چلے جا رہے تھے وہ لپک کر ان کے قریب پہنچا اور جب اسے پتہ چلا کہ یہ بزرگ ابراہیم خواص ہیں تو بڑا خوش ہوا۔ عرض کیا:-

"یا شیخ! کیا آپ مجھے اپنی رفاقت کی سعادت نہ بخشیں گے؟"

"رفاقت کے لئے ایک امیر کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک فرماں بردار کی۔ تم امیر بننا چاہتے ہو یا فرماں بردار؟ یا تو خود امیر بنو یا مجھے بناؤ!" شیخ

Digitized by khalafat Library Rabwah

نے جواب دیا

"حضرت آپ امیر ہونگے اور میں آپ کا وزیر باتدبیر"

نوجوان نے کہا۔

"بہت خوب! اگر دیکھو میری حکم عدولی جبائز نہ ہوگی۔" ابراہیم خواص نے ہدایت کی۔

دونوں چل کھڑے ہوئے۔ دورانِ سفر جب بھی کسی منزل پر پہنچتے تو ابراہیم کھانے پینے اور آسائش وغیرہ کا انتظام خود فرماتے۔ نوجوان کو کچھ نہ کرنے دیتے اور وہ حکم عدولی کے خیال سے خاموش رہتا۔ گرمی کی تپتی ہوئی دوپہر میں سخت شرمندگی محسوس کرتا۔ ایک رات موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ان کا قیام ایک کھلے میدان میں تھا۔ برف ایسی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ابراہیم خواص رحؒ نے اپنی گودڑی اتار کر نوجوان پر ڈال دی اور صبح تک اسی سے سر پاؤں بچاتے نگہبانی کرتے رہے۔ جب بھی گودڑی سرکتی یا شیخ اسے پھر ڈال دیتے۔ نوجوان کی آنکھ جب بھی کھلتی۔ شرمندگی کا احساس اسے بے چین کر دیتا۔ مگر شیخ نے تو پہلے ہی عہد لے لیا تھا کہ ان کی حکم عدولی نہیں ہوگی۔

صبح ہوئی تو نوجوان نے عرض کیا۔ "یا شیخ! آج تو میں امیر بنوں گا۔"

"بہتر!" ابراہیم خواصؒ نے فرمایا۔

رات کو جب منزل پر اترے تو شیخ نے پہلے کی طرح کام کرنا شروع کر دیا۔ نوجوان نے سر چند عرض کی اب خدمت کا موقع دیجئے۔ مگر شیخ نے یہی کہہ کر آخر کار معذور کر دیئے۔ نوجوان شرمندگی سے مارے بھاگ گیا اور مشرق و مغرب سے آٹھ سو ٹے نابلس بیت المقدس کے ہجوم میں گم ہو گیا۔ لیکن صبح میں اچانک شیخ نے اسے دیکھ لیا اور فرمایا:-

"نوجوان! تم نے میرا طریق سلوک دیکھا؟ امیر بنو یا مامور، خلق خدا اور درویشوں کی خدمت کرو ان کی صحبت کے حقوق اسی طرح ادا کرو جس طرح میں نے کئے ہیں۔"

خوش قسمت مائیں

ام سلیم رضؓ بنو نجار کی ایک خاتون، ان خوش قسمت انسانوں میں تھیں۔ جنہوں نے اسی پیغام پر ایمان لانے میں پہل کی وہ مسلمان ہوئیں تو ان کا شوہر مالک بن نضر سفر پر تھا۔ سفر سے لوٹا تو شہر سے باہر ہی ایک واقف کار مل گیا اس نے بتایا کہ:-

"یثرب کی کایا پلٹ گئی ہے۔ لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ وہی دین جو ابوالہیثم، ابوامامہ اور رافع مکہ سے لائے تھے۔ اب گھر گھر میں اس کا چرچا ہے۔ کئی خاندان اس کے حلقہ بگوش ہو چکے ہیں۔ تمہاری بیوی ام سلیم رضؓ بھی مسلمان ہو گئی ہے۔"

مالک سخت کبیدہ خاطر ہوا۔ تیز تیز چل کر گھر پہنچا۔ ام سلیم رضؓ نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ اس کے دامن پر پھول پڑے تھے۔ چھوٹتے ہی پوچھا:-

"کیا تم بھی مسلمان ہو گئی ہو؟"

"ہاں تمہیں مسلمان!" ام سلیم رضؓ نے کہا۔

"تم نے سڑک چھوڑ کر گمراہی کی راہ اختیار کر لی ہے۔"

Digitized by khalafat Library Rabwah

"مالک ذرا سوچ تو سہی۔ بے شمار بتوں میں پوجنے کی بجائے
یا ایک اللہ کی ذات؟ بس میں نے اس گنت خداؤں
کو چھوڑ کر ایک اللہ کی بندگی اختیار کر لی ہے۔"

مالک انھیں تیز تیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ام سلیمؓ نے اپنے بیٹے انس کو پکارا:۔

"انس یہاں آؤ!"

انسؓ لڑکھڑاتے ہوئے پہنچے۔

"ہاں بیٹا!" ام سلیمؓ نے کہا۔ "پڑھو.....
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"

انسؓ نے توتلی زبان میں دوہرایا۔ "لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ"..... "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰہِ!"

ام سلیمؓ نے پھر کہا۔ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔

انسؓ نے دوہرایا۔ اور مالک غضبناک ہو گیا۔

"میرے بیٹے کو مت بگاڑ۔" اس نے گرج
کر کہا۔

"میں اپنے جگر گوشے کو کیسے بگاڑ سکتی ہوں؟
میں تو اسے سلامتی کی راہ پر چلانا چاہتی ہوں۔"
ام سلیمؓ نے کہا۔ ان کا لہجہ نرم مگر مضبوط تھا۔ اور
کانپ رہا تھا۔

ام سلیمؓ نے بڑی کوشش کی کہ مالک کفر کی
آلائشوں سے نکل کر اسلام کی ٹھنڈی
زندگی پر دو گھڑی بیٹھ کر غور کر لے۔ مگر ہر کوشش
مالک کے غصے کی آگ کو تیز کر دیتی۔ وہ پھر کچھ اٹھتا

ایک روز غصے میں کھولتا ہوا گھر سے نکل گیا۔ کچھ روز بعد
یثرب والوں سے سنا کہ [illegible] اور اسے اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا ہے۔

تاثیرِ دعا

نیل عظیم اور باوقار نیل بہہ رہا تھا۔ سورج
مغربی افق سے جھانک رہا تھا۔ اور اس کی سنہری کرنیں سونا بکھیر
رہی تھیں۔ دریا کے کنارے دور تک پھیلے ہوئے باغات سے
آنے والی عطر بیز ہوا سے صدر فضا پرور تھی۔ ایک بڑا
مجمع سیر و تفریح کے لئے جمع تھا۔ کچھ لوگ کشتیوں میں
سوار دریا کی سیر میں مصروف تھے۔ اپنے عہد کے بہت
بڑے عارف ذوالنون مصریؒ چند ارادتمندوں کے ساتھ
ناؤ میں کہیں جا رہے تھے۔ اچانک ایک کشتی ان کے قریب
سے گزری۔ کشتی کے مسافر رنگ رلیوں میں مصروف تھے اور
جام و سبو سے کھیل رہے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ ہنسی مذاق
بھی کرتے جاتے تھے۔ ارادتمندوں نے انھیں دیکھا تو عرض کی

"اے شیخ! ان لوگوں کے لئے بددعا کیجئے کہ اللہ
ان سب کو غرق کر دے اور مخلوقِ خدا ان کی نحوست سے
بچ جائے۔"

ذوالنونؒ کھڑے ہو گئے۔ قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھائے
اور دعا کی:۔

"اے اللہ! تو نے ان لوگوں کو جس طرح دنیا میں
خوشی عطا کی ہے آخرت میں بھی خوش رہنے کی توفیق
عنایت کر۔"

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

Digitized by khalafat Library Rabwah

پھانسی کی سزا

جیل کے پاس پھانسی لگتی ہے ایک
خوبصورت نوجوان پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہے
تماشا گاہ میں بہت سے آدمی جمع ہیں۔ کچھ وہ
ہیں جو پھانسی کو ایک کھیل سمجھتے ہیں اور جن کا کام
ہی یہ ہے کہ جب کسی کو پھانسی دی جائے تو وہ
آئیں اور تماشہ دیکھیں۔ کچھ وہ ہیں جو اس خوبصورت
نوجوان کے قرابت دار ہیں۔ رشتہ دار ہیں۔ دوست
ہیں۔ رو رہے ہیں۔

ایک وہ ہیں جو اس کے دشمن ہیں وہ خوش
ہیں۔ مگر ہر طرف سے یہی آوازیں آرہی ہیں۔
"آج اکرم کو پھانسی دی جائے گی"

اکرم پھانسی کے تختہ پر بے خوف و خطر کھڑا
ہے وہ موت سے نہیں ڈرتا اس کا چہرہ سرخ
ہے وہ بے تاب ہوا جاتا ہے

"جلاد جلاد" کی صدائیں بلند ہوئیں۔
جیل کے افسر نے کہا "تیار ہو جاؤ!"
اکرم نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا۔
"بھائیو! میں ظالم نہیں ہوں چور نہیں، ڈاکو
نہیں ہوں۔ میرے آباؤ اجداد چور نہ تھے۔ ڈاکو نہ
تھے۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ میں چور ہوں ڈاکو ہوں
مگر میرے آباؤ اجداد پر اس کا کوئی حرف نہیں آتا۔
یہ سیاہ پوش آدمی اس کے پاس آیا۔
جیل کے افسر نے کہا "اکرم تیرا وقت قریب
ہے۔ کسی سے ملنا چاہتا ہے تو مل لے۔"
اکرم نے جواب دیا۔ "میں اپنی والدہ سے ملنا
چاہتا ہوں۔"

وہ تختہ سے اترا اور اپنی والدہ کے پاس گیا
جو اسی مجمع کے ایک کونے میں کھڑی زار زار رو رہی تھی۔
اس نے محبت کے جوش میں اپنے بیٹے کو
گلے لگایا اور آہیں بھر کر رونے لگی۔ ایک عجیب منظر
تھا جس نے دشمنوں کی آنکھوں سے بھی آنسو بہا دیئے
مگر اکرم پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے
بڑھی ماں کے کان کو زور سے کاٹا کہ اس بے چاری کا
کان کٹ گیا اور خون بہنا شروع ہو گیا۔

مجمع سے "ظالم ظالم" کی صدائیں بلند ہوئیں
سب دوست و دشمن نے اکرم پر بے رحمی کا فتویٰ صادر
کیا۔ مگر اسے ان الزامات کی پرواہ نہ تھی وہ تختہ پر
چڑھ گیا۔
جیل کے آفیسر نے کہا "تیار ہو جاؤ!"
اکرم نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا۔
"بھائیو! میں ظالم نہیں ہوں چور نہیں، ڈاکو
نہیں ہوں۔ میرے آباؤ اجداد چور نہ تھے۔ ڈاکو نہ
تھے۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ میں چور ہوں ڈاکو ہوں
مگر میرے آباؤ اجداد پر اس کا کوئی حرف نہیں آتا۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

میں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا بچپن میں کسی بُرے بھلے کی تمیز نہیں ہوتی ایک دن مدرسہ سے مٹی کی دوات اٹھا لایا۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ یہ چوری ہے اس نے مجھے ایسا کرنے سے منع نہیں کیا

دوسرے دن میں ایک لڑکے کی تختی اٹھا لایا اس پر بھی مجھے روکا نہ گیا۔

اسی طرح رفتہ رفتہ میں نے کتابیں اور اور چیزیں اٹھانی شروع کیں۔ آخر مدرسہ سے نکال دیا گیا۔ مگر چونکہ مجھے چوری کی عادت ہو چکی تھی۔ میں نے شہر میں چوری کرنی شروع کر دی۔

بڑھتے بڑھتے میں نے ڈاکہ کا دورہ بھی شروع کر دیا۔ اس وقت میری ماں نے مجھے روکا کہ بچہ یہ ٹھیک نہیں

مگر اب یہ میری عادت بن چکی تھی۔ میں کیسے رُک سکتا تھا۔

آخر کار پولیس نے مجھے پکڑ لیا اور اب مجھے پھانسی کی سزا مل رہی ہے۔

مجھے مرنے کا ڈر نہیں ہر ایک انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ مگر قابل فکر بات یہ ہے کہ میں ملزم ہوں۔

آہ مجھ سے زیادہ فکر اور ملامت کے قابل میری ماں ہے جس نے مجھے ملزم بننے کی ترغیب دی۔ جب میں مٹی کی دوات چرا کر لایا تھا۔ اگر مجھے اسی وقت روک دیا جاتا تو آج مجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

اسی لئے میں نے اپنی ماں کا کان کاٹ کھایا کہ لوگوں کو سبق حاصل ہو اور اپنے بچوں کو شروع سے بُری باتوں سے روک دیں۔ ورنہ ایک دن یہ بُری باتیں ان کی عادتیں بن جائیں گی اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو روک نہ سکے گی۔

اب میں مر جاؤں گا۔ مگر جب تک دنیا قائم ہے۔ میرا خاندان بدنام رہے گا۔

کہ اکرم چور تھا۔ ڈاکو تھا۔

(میاں سلطان احمد وجودی)

○

بقیہ "شگفتہ شگفتہ" صـ ۲۱

ارادتمند آپ کی دعا سن کر بڑے متعجب ہوئے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے کشتی والوں کی عجیب حالت ہو گئی چیخ چیخ کر رونے لگے۔ سامان لہو و لعب توڑ ڈالا۔ رندی و سرمستی کی زندگی سے سچی توبہ کی اور اللہ کے آگے جھک گئے "دیکھا ان لوگوں کے لئے دونوں جہان کا عیش ان کی توبہ تھی اور اس کے ذریعہ ان کی مراد پوری ہو گئی۔" حضرت ذوالنون نے اپنے سامعین سے فرمایا۔

نیل بدستور اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ خاموش اور پُر وقار۔ ادھر ایک مردِ درویش کے کلام شفقت آمیز نے متعدد انسانوں کی زندگیوں کا رخ بدل ڈالا تھا۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

"میاں محمد نواز میموریل مقابلہ"

جوابات العامی مقابلہ نمبر (۶)

(۱) یونانیوں کے عقیدہ کے مطابق محبت کی دیوی کا نام "وینس (VENUS)" ہے۔

(۲) کیپٹن جیمز کک نے آسٹریلیا دریافت کیا تھا۔

(۳) تمام ستاروں میں سے سب سے زیادہ چمکدار ستارہ "سائرس" ہے جو سورج سے ۲۶ گنا زیادہ چمکدار ہے لیکن بہت زیادہ دور ہونے کی وجہ سے اس کی روشنی ہم تک نہیں پہنچ پاتی۔

(۴) اولمپک کھیلیں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں یونان کے دارالحکومت "ایتھنز" میں کھیلی گئیں۔

(۵) ۱۸۷۶ء میں گراہم بیل نے ٹیلیفون ایجاد کیا تھا۔

(۶) آئندہ اولمپک کھیلیں ۱۹۸۰ء میں روس کے دارالحکومت "ماسکو" میں کھیلی جائیں گی۔

(۷) ۱۹۷۶ء میں کھیلی جانے والی اولمپک کھیلیں کینیڈا کے شہر "مانٹریال" میں کھیلی گئیں۔

(۸) دنیا کا سب سے بڑا ریلوے پلیٹ فارم بھارت کے شہر "سوہن پور" کا ہے۔

(۹) "خاموشی کا مینار" اس مقام کو کہا جاتا ہے جہاں پارسی اپنے مُردوں کو رکھتے ہیں۔ یہاں پر مُردوں کا گوشت جانور کھا جاتے ہیں اور ان کی ہڈیاں نیچے گر جاتی ہیں جنہیں اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔

(۱۰) نیویارک کا شہر جزیرہ منہاٹن پر واقع ہے۔

رائل ٹیلرز
گرینڈ ہوٹل، افغان چوک، کچہری روڈ، لائل پور
بہترین مردانہ سوٹ سپیشلسٹ، تسلی بخش اور بہترین سلائی کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں

Digitized by khalafat Library Rabwah

بُری صحبت کا انجام

فہیم ایک شریف اور اونچے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے نہ صرف اپنے بلکہ پرائے بھی اسے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ حد درجہ لاڈ پیار کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت زیادہ ضدی اور خود سر ہو گیا۔ پانچ سال کی عمر میں اسے سکول داخل کروا دیا گیا لیکن وہ سمجھتا کہ یہاں بھی اسے اپنی ضد کے نتیجہ میں لاڈ پیار ملے گا۔ غریب لڑکوں کو مارنا پیٹنا اور بڑوں کی بے عزتی کرنا اس کا شیوہ بن چکا تھا۔ اب تو وہ اپنے استاد سے بھی بدتمیزی سے پیش آنے لگا۔ آہستہ آہستہ سب ہی اس سے نالاں ہو گئے۔ ادھر اس کے والدین اسی خوش فہمی میں تھے کہ ان کا لاڈلا بڑا ہو کر ڈاکٹر بنے گا۔ لیکن ڈاکٹر تو کجا اسی کو پانچ جماعتیں بھی پاس کرنا نصیب نہ ہوئیں۔ گھر سے والدین اسے سکول بھیجتے لیکن یہ سکول کب جاتا تھا۔ اپنے جیسے دوستوں کے ساتھ کھیتوں میں جا کر کبوتر وغیرہ پکڑنا، درختوں پر بنے ہوئے پرندوں کے گھونسلوں کو توڑنا پھوڑنا اس کا کام تھا۔ اس کی ان حرکتوں کا علم جب اس کے والدین کو ہوا تو انہیں سخت صدمہ پہنچا۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ وہ بُری حرکتوں سے باز آ جائے لیکن فہیم تو اس مٹی کا بنا ہوا ہی نہ تھا کہ جس میں اصلاح کی ذرہ بھر بھی گنجائش ہو۔ آخر انجام وہی ہوا۔ جو ایسے نالائق لڑکوں کا ہوا کرتا ہے بری صحبت

Digitized by khalafat Library Rabwah

اپنا رنگ لائی اور فہیم آوارگی کے علاوہ جوا بھی کھیلنے لگا۔ اس کا والد اس کی یہ حالت دیکھ کر بیمار رہنے لگا۔

فہیم اس کی امیدوں اور آرزوؤں کا واحد مرکز تھا۔ لیکن اسے متلق احساس نہ تھا۔ بلکہ اس پر تو اپنی دولت کا بھوت سوار تھا آوارہ اور خود غرض دوست مکھیوں کی طرح اس کے گرد رہتے تھے۔

ایک دن فہیم کی والدہ نے پہننے کے لئے کوئی زیور نکالنا چاہا تو زیورات کا ڈبہ دیکھ کر دل تھام کر رہ گئیں۔ اس کا صفایا ہو چکا تھا۔ اور یہ فہیم کا کام تھا۔ مار سے غم کے وہ غش کھا کر رہ گئیں۔ رشتہ داروں اور خاندان میں یہ بات آگ کی طرح پھیل گئی۔ کوئی رشتہ دار بھی فہیم کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ فہیم کے والدین اس غم میں دکھ کر گھلنے جا رہے تھے کہ فہیم نے اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ان کی نیک نامی کو بڑھاپے میں کتنا بڑا داغ لگا دیا ہے۔ اب وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ تھے باپ اس صدمہ کی تاب نہ لا کر اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ فہیم کی ماں کے لئے یہ صدمہ قیامت سے کم نہ تھا۔ ایک طرف بیٹے کے نالائق ہونے کا دکھ اور دوسری طرف اس کے باپ کی وفات کا صدمہ۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اس نے بھی اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اب فہیم کے لئے راستہ ہموار تھا۔ روکنے والا کوئی نہ رہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے دولت لٹائی۔ مسلسل جوا باری سے ایک دن ایسا بھی آگیا کہ وہ اپنے باپ کی خون پسینے سے کمائی ہوئی تمام دولت اور جائداد جوئے میں ہار گیا۔ دوستوں نے اسے اس حال میں دیکھا کہ اس کے پاس ایک پائی بھی نہ رہی تو وہ سب ایک ایک کر کے اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اب اسے شدت سے اپنی بے چارگی کا احساس ہوا۔ اور اب اس کے پاس بیچنے کے لئے ایک جوڑا ہی رہ گیا تھا جو اس کی والدہ نے بڑے پیار سے اس کی سالگرہ پر بنوا کر دیا تھا۔ اسے بیچتے ہوئے اسے اپنی والدہ بری طرح یاد آگئی اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت؟"

آج وہی فہیم جو قیمتی کپڑے زیب تن کئے فخر و غرور سے گھمنڈ کی نظر سے ٹھوکر اٹھا کر دیکھا کرتا تھا گزارا کرتا تھا۔ اور پائیدان کی طرح گلیوں میں بھیک مانگ کر گزارہ کرتا ہے اور اس کے قریب سے بھی جنہیں وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ بڑے بڑے

Digitized by khalafat Library Rabwah

عہدوں پر فائز ہو چکے ہیں۔ سچ ہے بُری صحبت کا انجام بُرا ہوتا ہے۔

میرے عزیز بہن بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ ہم ہمیشہ اپنے والدین کی اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہر بات میں ہماری بھلائی چاہتے ہیں۔ اور پھر بُری صحبت سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی راہ پر چلائے۔ کہ ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کے مستحق بندوں پر خرچ کر کے اس سے بہتر اَجر اور اس کے بندوں کی نیک دعائیں حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(امۃ الحیٔ بشریٰ۔ ربوہ)

○

منّو جی کے خط کا جواب

گزشتہ ماہ کے دوران ابّو جان کسی کورسی کے سلسلہ میں کوہاٹ گئے ہوئے تھے جب ہم انھیں خط لکھتے تو ہماری چھوٹی بہن جسے ہم سب پیار سے "منّو" کہتے ہیں وہ بھی کاغذ پنسل لے کر بیٹھ جاتی اور لغیر پڑھے لکھے ہی اپنا خط لفافے میں رکھنے پر اصرار کرتی۔ چنانچہ اس قسم کا لکھا ہوا خط جب ابا جان کو ملا جسے صرف وہ ہی پڑھ سکتے

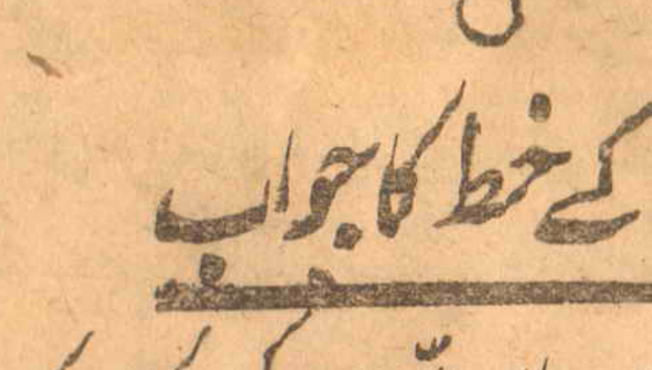

اور سمجھ سکتے تھے۔ تو جواباً۔ انھوں نے یہ نظم بھیجی۔ یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان دنوں اچانک ہماری ایک خالہ کی شادی بھی ہونی قرار پائی جس کے لئے ہم سب کراچی سے سیالکوٹ جانے کے لئے تیار نہ تھے چونکہ ابّو جان غیر حاضر تھے اور امی جان بیمار تھیں:۔

"منّو پیارے۔ منّو پیارے
کھُورے زیادہ کم کم کھا لے
ہڈیوں کے چھوٹے سے ڈھانچے
پھر بھی مجھ کو جان سے پیارے
گرمی کے ظالم موسم میں
دن بھر باہر پھرنے والے
تجھ پر ہو اللہ کا سایا
بہن بھائیوں سے لڑنے والے
گرمی میں باہر نہ جانا
امّی کو تڑخانے والے
نانا جی کا خط آیا ہے
اٹھ اور اٹھ کر دھوم مچا دے
خالہ کی شادی ہے سر پر
۱۹ رجون چڑھے کی "کھارے"
ابّو جی کوہاٹ پڑے ہیں
امی ہیں بیمار اک ماہ سے
پیسہ دھیلا پاس نہیں ہے
کپڑے بھی ہیں بننے والے

Digitized by khalafat Library Rabwah

اب بیٹھا کیا سوچ رہا ہے
ٹوٹے دانت کی کھڑکی والے
اُٹھ اٹھ کر دے دلاسا
میرے پیار سے راج دلارے
اب کے ایسا خط نہ لکھنا
یاں پر مجھ کو کون سنبھالے
آکر تو سینے سے لگ جا
دل کش شیریں مکھڑے والے
تاکہ تیری قربت پیتا
جان و جگر میں ٹھنڈک ڈالے"

(مرسلہ: تفہیم احمد کراچی)

○

دو صورتیں

ایک ڈرپوک شخص سے کسی نے پوچھا کہ تم فوج میں نوکری کیوں نہیں کر لیتے؟ اس پر وہ شخص بولا:-

"اگر میں فوج میں نوکری کے لئے درخواست دوں تو دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو میری درخواست منظور ہو گی یا نامنظور۔ اگر نامنظور ہو گئی تو کوئی بات نہیں اگر منظور ہو گئی تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ یا میں رکھ لیا جاؤں گا یا مسترد کر دیا جاؤں گا۔ اگر مسترد کر دیا گیا تو کوئی بات نہیں۔ اگر رکھ لیا گیا تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ یا جنگ ہو گی یا نہیں۔ اگر جنگ نہ ہوئی تو کوئی بات نہیں لیکن اگر جنگ ہوئی تو پھر دو صورتیں ہوں گی یا مجھے اگلے مورچے پر بھیجا جائے گا یا پچھلے مورچے پر۔ اگر پچھلے مورچے پر بھیجا گیا تو کوئی بات نہیں لیکن اگر اگلے مورچے پر بھیجا گیا۔ تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ یا مجھے گولی لگے گی یا نہیں۔ اگر نہیں لگے گی تو ٹھیک ہے اور اگر لگ گئی تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو میں مر جاؤں گا یا پھر زندہ رہوں گا۔ اگر زندہ رہا تو ٹھیک ہے لیکن اگر مر گیا تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو میں جنت میں جاؤں گا۔ یا دوزخ میں۔ اگر جنت میں گیا تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر دوزخ میں گیا۔ تو..... ایسی نوکری کا کیا فائدہ جس سے انسان دوزخ میں چلا جائے؟"

(مرسلہ: ثریا جوہ۔ بہاولنگر)

○

سہ منہ کے سامنے کے دو دانت اکھڑے ہوئے ہیں۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

شہلا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں ایک غریب آدمی رہتا تھا اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ سارا دن دعا کرتا کہ میرے ہاں بھی اولاد ہو۔

وہ جس گاؤں میں رہتا تھا وہاں ایک ظالم زمیندار رہتا تھا جو لوگوں پر بڑے ظلم کرتا تھا۔

ایک دن غریب کی دعا قبول ہوئی اور ان کے ہاں ایک چاند سی بچی پیدا ہوئی۔ انھوں نے اس کا نام شہلا رکھا۔ وہ شہلا کو اچھی اچھی باتیں بتاتے۔ جب وہ ایک سال کی ہوئی تو اس کے باپ نے سوچا کہ میں اس کی پہلی سالگرہ مناؤں۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ اس کے پاس پیسہ نہیں ہے مگر پھر اس نے سوچا کہ چلو زمیندار سے تھوڑے سے پیسے قرض لے لیتا ہوں۔

چنانچہ وہ زمیندار کے گھر گیا اور اُس سے قرض مانگا۔ زمیندار سوچ میں پڑ گیا۔ پھر ایک دم اس کے چہرے پر رونق آ گئی اور اس نے غریب آدمی کو پیسے دے دیئے اور غریب آدمی بازار کی طرف چل پڑا تاکہ سالگرہ منانے کے لئے کچھ خرید سکے۔

ادھر زمیندار نے اس کے پیچھے ہی اپنے ایک طاقتور نوکر کو بھیج دیا۔ ابھی غریب آدمی بازار میں داخل ہی ہوا تھا کہ ایک طاقتور ہاتھ نے اس کی گردن پکڑ لی اور اس سے پیسے چھین کر بھاگ گیا۔ بیچارہ غریب آدمی روتا پیٹتا گھر آ گیا اور اپنے بیوی کو سارا ماجرہ سنایا۔ اس کی بیوی بھی بہت پریشان ہوئی۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ زمیندار اپنے کچھ آدمیوں کو لے کر اس کے گھر آ گیا اور کہا کہ "مجھے میرے پیسے واپس دے دو کیونکہ میں نے ایک کاروبار شروع کرنا ہے۔"

جب غریب آدمی نے ساری بات بتائی تو زمیندار نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

اور پھر اپنے نوکروں سے اسے اتنا پٹوایا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔

ادھر قتل کے الزام میں زمیندار کو گرفتار کر لیا گیا اور کچھ عرصہ بعد اسے پھانسی کی سزا دے دی گئی اس کے بعد سارا گاؤں مطمئن ہو گیا۔ زمیندار کی بیوی بہت رحمدل تھی اس نے شہلا اور اس کی ماں کو اپنے ہاں رکھ لیا اور شہلا کو پڑھانے لگی۔ شہلا بڑی محنت کرتی اسے ہر جماعت میں اوّل پوزیشن حاصل ہوتی اور وہ وظیفہ لیتی۔ وہ معذور لوگوں کی خدمت کرتی اور ان کی دعائیں لیتی۔ اُس نے ارادہ کر لیا کہ وہ پروفیسر بنے گی۔ حکومت اس کی ذہانت سے بڑی خوش تھی چنانچہ اس نے جب بتایا کہ وہ پروفیسر بننا چاہتی ہے تو حکومت نے اس کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔

اُدھر شہلا کی ماں بیمار ہو گئی۔ اور جس روز شہلا کو ایک کالج میں پروفیسر مقرر ہوئی اس روز اس نے ایک پارٹی دی۔

زمیندار کی بیوی نے اپنے لڑکے کی شادی شہلا

Digitized by khalafat Library Rabwah

سے کرنی کی خواہش کا اظہار کیا جسے شہلا کی ماں نے منظور کر لیا۔ شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ بارات آئی اور شہلا کو دلہن بنایا جانے لگا۔ کہ اچانک گھر میں چیخیں بلند ہوئیں اور پتہ چلا کہ شہلا کی ماں فوت ہو گئی۔ سب لوگ بہت غمگین ہوئے۔ اور اس کی ماں کو سفید کفن میں اور شہلا کو سرخ جوڑے میں رخصت کر دیا گیا۔

(فرحت حمید۔ ربوہ)

○

رحم یا انصاف

کہتے ہیں کہ کسی شہر میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے۔ وہ دن رات خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک رات بزرگ حسب معمول عبادت میں مشغول تھے کہ محلہ میں ایک چور گھس آیا۔ لوگوں نے "چور چور"

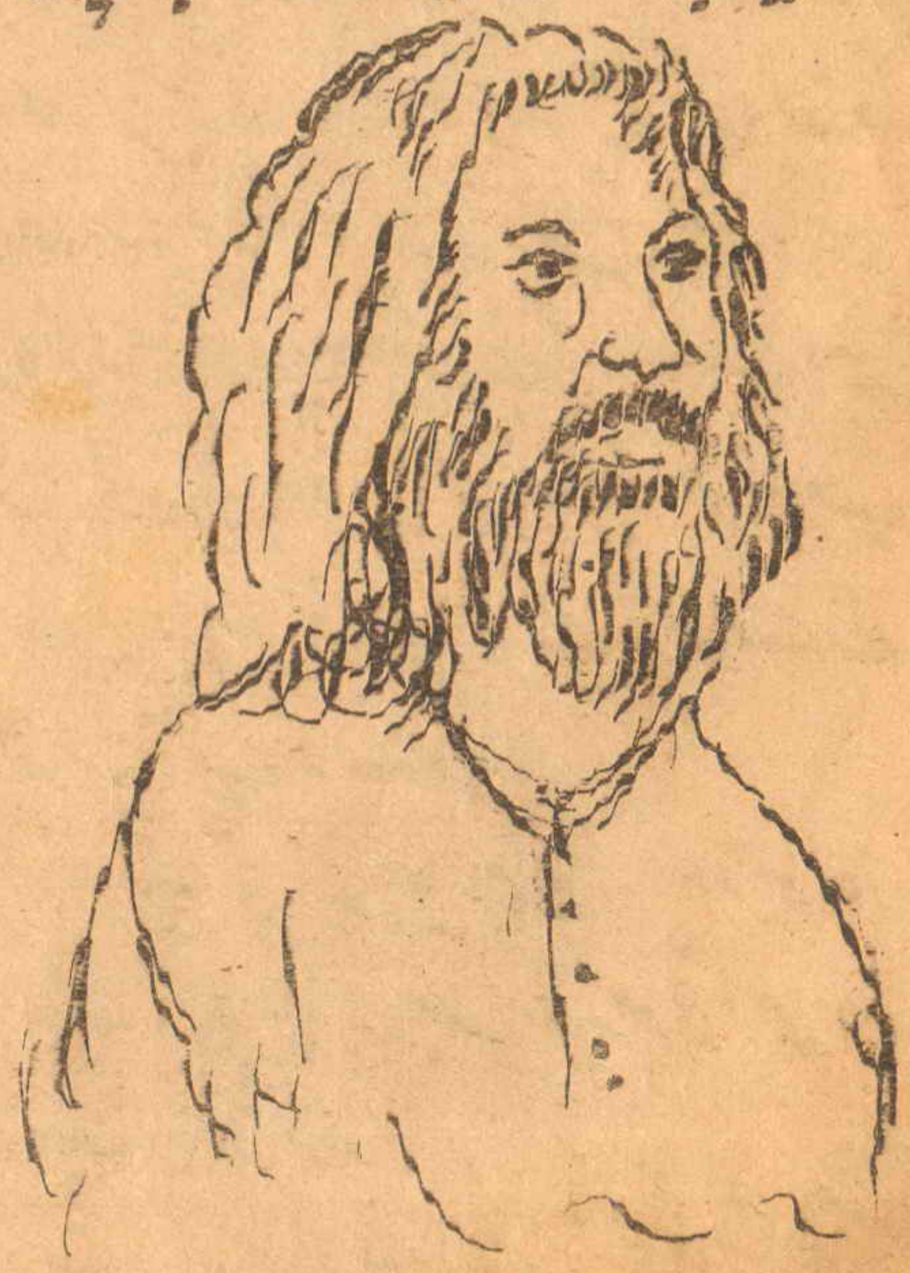

کا شور مچایا۔ اور بزرگ بھی چور کو پکڑنے کے لئے دوڑے۔ بزرگ نے چور کو پکڑ لیا اور دونوں ایک دوسرے کو چور کہنے لگے۔ لوگوں کو پتہ نہ چلا کہ ان میں چور کون ہے۔ چنانچہ لوگوں نے دونوں کو تھانے پہنچا دیا۔

مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جب دونوں حوالات میں تھے تو بزرگ دعا کیا کرتے تھے کہ۔

"یا اللہ انصاف کر!"

آخر عدالت نے چور کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اسے بری کر دیا۔ اور بزرگ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔

پھانسی دینے سے کچھ وقت پہلے اللہ تعالیٰ نے بزرگ کو بتایا۔ کہ:۔

"چونکہ تو دعا کیا کرتا تھا کہ "یا اللہ انصاف کر" اور میں انصاف کر رہا ہوں کیونکہ فلاں دن تو نے فلاں جگہ ایک گزرتی ہوئی بے گناہ چیونٹی کو ٹھوکر کے نیچے دیا کر مار دیا۔ اب میں اس بے گناہ چیونٹی کے بدلے تجھے موت دے رہا ہوں ——— اگر تو دعا کرتا کہ "یا اللہ رحم کر" تو میں تجھ پر رحم کر کے معاف کر دیتا۔"

(عبدالرؤف شاہد۔ ربوہ)

○

برائی کا انجام

ایک ہزار سال پہلے کا ذکر ہے کہ افریقہ کے

Digitized by khalafat Library Rabwah

جنگلوں میں ایک گاؤں آباد تھا۔ اس کے ارد گرد پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ اسی گاؤں میں ایک نوعمر لڑکا رہتا تھا جس کا نام پوپو پسلی تھا۔ یہ بہت شرارتی اور چالاک اور بہت بُرا لڑکا تھا۔ لوگوں سے اُدھار لے لیتا مگر واپس نہ کرتا اور کہتا کہ تم مجھ سے کیا لینے آئے ہو؟ میں نے تم سے کوئی اُدھار نہیں لیا۔ کسی کی چوری کر لیتا۔ چیزیں اٹھا لاتا۔ وہ ہر وقت لوگوں کو تنگ کرتا رہتا۔ لوگ بھی اُس سے تنگ آ چکے تھے اور وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیریں سوچتے تھے۔

اسی گاؤں میں ایک غریب آدمی کا ایک لڑکا بھی رہتا تھا۔ وہ نہایت نیک اور رحمدل اور بہادر تھا ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک پری آئی جو کہہ رہی تھی۔

"اے اچھے لڑکے مجھے معلوم ہے کہ تم اور سارے گاؤں والے اس شریر پوپو پسلی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اس کی تدبیر میں تمہیں بتاتی ہوں۔ تم ان مغربی پہاڑوں میں جانا۔ وہاں ایک غار ملے گا۔ تم اس کے اندر چلے جانا۔ وہاں ایک دروازہ ہوگا۔ وہاں دستک دینا تو اندر سے ایک بڑھیا نکلے گی۔ اس کو اپنے آنے کی وجہ بتانا۔ وہ خود تمہیں اس حل بتا دیگی"

جب صبح ہوئی تو وہ اٹھا اور کسی کو بتائے بغیر پہاڑوں کی طرف چل پڑا۔ جلد ہی اسے وہ غار مل گیا۔ وہ اندر گیا۔ تو اسے دروازہ نظر آیا۔ اس نے دستک دی تو اندر سے بڑھیا آئی۔ لڑکے نے ساری بات بتائی تو وہ اسے اندر لے گئی۔ اور اسے ایک ڈنڈا دیا اور کہا کہ تم جب گاؤں واپس جاؤ گے تو گیارہ اور لڑکوں کو جمع کر لینا اور سب باری باری اس پر بیٹھنا۔ یہ ہر ایک لڑکے کو ہوا میں اُڑا کر سیر کرائے گا اور جب بارہ لڑکے سیر کر چکے ہوں تو تیرھویں بار کوئی نہ بیٹھے ورنہ یہ اڑا کر لے جائے گا۔ اور واپس کبھی نہ آئے گا۔ اور ایک جن کے پاس چلا جائے گا۔ اور تم یہ سب عمل پوپو پسلی کے سامنے کرنا۔ اس طرح اس کا دل بھی للچائے گا اور وہ اسی کو چوری کر کے اوپر بیٹھے گا تو کبھی واپس نہیں آئے گا۔"

اس غریب لڑکے نے ڈنڈا لیا اور سلام کر کے واپس چلا آیا۔ اس نے گیارہ لڑکے اکٹھے کئے اور پوپو پسلی کے سامنے ڈنڈے پر بیٹھ کر سیر کی۔ اور پوپو پسلی کے گھر کے پیچھے دکھا دیا۔ اور سب لڑکے چھپ گئے۔ ادھر پوپو پسلی یہ عمل دیکھ چکا تھا۔ اس کے دل میں آیا کہ وہ کیوں نہ سیر کرے۔ چنانچہ اس نے ڈنڈا چرا لیا اور اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ اس کا بیٹھنا کہ ڈنڈا اسے لے کر اُڑ گیا۔ اور پھر واپس نہ آیا۔

سچ ہے۔ برائی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔

(ملک منیر احمد چوہان۔ سندھوانی تارڑ)

○ چمڑے کی کہانی

چمڑا کیسے بنتا ہے؟ تم کہو گے۔ واہ جی۔ چمڑا بھی کہیں بنتا ہے؟ آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے کوئی پوچھے کہ انسان کیسے

Digitized by khalafat Library Rabwah

بنتا ہے۔ مگر بچو تمہارا جواب درست نہیں۔ چمڑہ سیج سے بنایا جاتا ہے اور یہ کھال سے بنتا ہے۔ چمڑے اور کھال میں فرق ہے۔ کھال وہ ہوتی ہے جو سر جاندار کے جسم پر ہوتی ہے۔ اگر اس کھال کو خاص مسالوں میں ڈال کر کئی دن تک بھگویا جائے تو اس کھال کو چمڑا کہیں گے۔ کھال پکانے کو چمڑا پکانا بھی کہتے ہیں۔

بچو! چمڑہ بڑے کام کی چیز ہے۔ اسی سے ہمارے جوتے۔ بکس اور بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔

جب انسان نیا نیا دنیا میں آیا تھا تو وہ تن ڈھانپنے کے لئے جانوروں کی کھالوں کو جسم پر لپیٹ لیتا تھا۔ یہ کھالیں سخت اور کھردری ہوتی تھیں کیونکہ اس وقت کا انسان کھال پکانے کا طریقہ نہیں جانتا تھا کھال سے چمڑا بنانے کے لئے بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلے کھال کو خوب اچھی طرح دھویا جاتا ہے۔ پھر اسے چونا ملے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ بال جھڑ جائیں۔ اس کے بعد ایک تختے پر بچھا کر چاقو سے کھرچا جاتا ہے۔ جب کھال خوب اچھی طرح صاف ہو جاتی ہے۔ تو چمڑا بنایا جاتا ہے

اس کے لئے درختوں کی چھال اور پتے کام میں لائے جاتے ہیں۔ مگر بڑے کارخانوں میں شاہ بلوط کی چھال اکثر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کو مشین کے ذریعے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے اور بعض دوسری چیزیں ملا کر ایک حوض میں ڈال دیتے ہیں یہ کھالیں پانی میں کئی دن تک پڑی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ نرم ہو جاتی ہیں۔ سوکھنے کے بعد انہیں کام میں لایا جا سکتا ہے۔ جوتوں کے تلے اور چمڑے کے بکس جس چمڑے سے بنائے جاتے ہیں اسے خاص طریقے سے تیار کیا جاتا ہے اس کے لئے بیل کی کھال استعمال کی جاتی ہے۔ جو بہت مضبوط ہوتی ہے۔

چمڑا تیار کرنے کے بعد اس پر رنگ کیا جاتا ہے جس سے یہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ رنگنے کے بعد اس پر تیل ملا جاتا ہے تاکہ یہ چکنا اور نرم ہو جائے۔ اسے ہموار کرنے کے لئے بڑے ہاتھ کے بیلنوں میں یا مشین کے ذریعے دبایا جاتا ہے اور اتنی محنت کے بعد چمڑا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس سے جوتوں کے تلے اور سوٹ کیس وغیرہ بنائے جا سکیں۔

مرسلہ: لبشریٰ مشہیم۔ (ربوہ)

○

• دنیا کا رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک روس اور سب سے چھوٹا ملک ویٹیکن ہے۔

• رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک سوڈان ہے۔ آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا ہے

• دنیا کا سب سے بڑا سمندر بحر الکاہل ہے

(عبدالعارف محمود۔ اسلام گڑھ)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

سلطان القلم

جناب محمد اکرم عمر۔ جامعہ احمدیہ ربوہ

ڈیڑھ صدی قبل وہ ایک گمنام بستی میں پیدا ہوا۔ کوئی اُسے جانتا نہ تھا۔ وہ گھر والوں سے الگ تھلگ گہری سوچ میں ڈوبا رہتا۔ کسی مدرسے میں اس نے داخلہ نہ لیا۔ دنیا کی رونقوں سے وہ بے نیاز تھا۔ اس کے ابّا نے بڑی کوشش کی کہ وہ پڑھے لکھے اور بڑا آدمی بنے۔ مگر وہ سارا دن مسجد میں ہی گزار دیتا۔ گھر والوں کو فکر تھی کہ یہ بے چارہ کیا کریگا اس کا خاندان بڑا معزز تھا اور اس کے بہت سے رشتہ دار اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اس لئے اس کے ابّا کو اس کے متعلق بڑی فکر تھی مگر وہ فقیروں کی طرح صرف ایک ہی در پہ آس لگائے بیٹھا تھا۔

اسے غم تھا تو اسلام کی زبوں حالی کا۔ اُسے رنج تھا تو مسلمانوں کی پستی کا۔ اُسے دکھ تھا تو مسلمانوں کی اخلاقی گراوٹ کا۔ اسے درد تھا تو اسلامی تعلیم کے مٹنے کا۔ وہ کئی کئی گھنٹے اسی سوچ و فکر میں گزار دیتا۔ وہ اس حالت زار کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ مسلمان سوئے ہوئے تھے مگر وہ بیدار تھا۔ وہ قوم کے غم میں گھلتا جا رہا تھا۔ عیسائیوں کے تابڑ توڑ حملے مسلمانوں کی رہی سہی قوت کو پامال کر رہے تھے۔ آریوں کی آریاں چل رہی تھیں۔ تو اس روح فرسا منظر کو وہ برداشت نہ کر سکا اور قلم ہاتھ میں لے کر میدانِ جہاد میں کود پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اس کا کوئی وار خالی نہ گیا۔ اُس نے جس میدان میں بھی قدم رکھا۔ خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شاملِ حال رہی۔ وہ جو کل غیر معروف تھا۔ اسے خدا تعالیٰ نے "سلطان القلم" کے خطاب سے نوازا۔

اس نے اسلام کے پودے کی آبیاری کی وہ اسلام کے چمن کا مالی بنا۔ اس کے دم سے سوکھے ہوئے پودوں کو تر و تازگی ملی۔ مرجھائے مہرے پھولوں میں جان آ گئی۔ تب خدا تعالیٰ نے اُسے اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا۔

اس عظیم الشان انسان کا نام تھا ——— مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے پاس روحانی علوم کا خزانہ تھا۔ آپ نے ایک روحانی فوج تیار کی۔ اس کے لئے اسلحہ کی ضرورت تھی۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

آپ نے اپنی تحریروں کا بیش بہا اسلحہ مہیا فرمایا۔
اور سیف کا کام قلم سے کر دکھایا۔

پس اے احمدی نوجوانو! تم اس نوح کے
سپاہی ہو اور مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
کتابیں تمہارا روحانی اسلحہ ہیں۔ ان میں تمہیں بہت
کچھ ملے گا۔ ان کی مدد سے تم ہر بڑے سے بڑے
دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ وہ ایک عظیم روحانی
خزانہ ہے جسے تم ضرورت مندوں میں بانٹ سکتے
ہو۔ وہ ایک آب شیریں ہے جس سے تم پیاسوں
کو سیراب کر سکتے ہو۔ وہ ایک تحفہ ہے جو تم
اپنے دوستوں کو دے سکتے ہو۔

آؤ! میں تمہیں اس چشمہ کی طرف لے
چلوں تاکہ تم اپنے مشکیزے بھر لو۔ تم حضورؑ کی
تحریروں کے عطر سے خود کو معطر کر لو۔ پھر جہاں
بھی جاؤ گے فضا خوشبو سے مہک اٹھے گی۔

اگر تم ان تحریروں کو اپنی تقریروں میں
استعمال کرو تو لوگ یقیناً متاثر ہوں گے۔ اگر
اپنی مجلسوں میں بیان کرو تو لوگ عش عش کر اٹھیں گے
آؤ! حضورؑ کی یہ ایک شیریں تحریر سنو!

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ
زمین کے سانپوں اور درندوں کے
بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن
ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے
جو ہمارے پیارے نبیؐ پر، جو ہمیں
اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا
ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں"

(پیغام صلح صفحہ ۳۰)

حضورؑ ایک جگہ پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ
مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت
دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام
زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے
فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے
لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال
حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور
اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب
کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس
چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور
سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ
زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں
پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا
سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے
وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے
مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر
برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

پیارے بھائیو! تم سلطان القلم کی کتابیں پڑھو
تاکہ قلم کے شہزادے بن جاؤ۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

سندھی سے ترجمہ

بیچاری

ممتا کی ماری

جناب مغفور احمد منیب (شاہد)

سفید بکھرے ہوئے بالوں، پریشان چہرے والی ایک برہنہ پا خاتون سکول کے بڑے دروازہ پر کھڑی سکول سے نکلنے والے بچوں کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ بچے اُچھلتے کودتے نکلتے چلے گئے۔ اور وہ کسی کے انتظار میں کھڑی رہی۔

کچھ دیر بعد دروازے سے ایک بچہ نکلا اور اس خاتون نے جھٹ اسے گردن سے پکڑ لیا اور بولی:-

"میرا اختر آگیا؟"

بچہ دہشت سے چیخنے لگا اور پھر مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اس عورت نے پھر پوچھا:-

"میرا بیٹا آگیا ہے؟"

پاس کھڑے شرقی بچے زور زور سے آواز کسنے رہے تھے۔

"پاگل عورت! پاگل عورت!!"

یہ سنتے ہی عورت برہم ہوگئی اور اس بچے کو تھپڑ مارنے لگی۔ بچہ زور زور سے رونے لگا۔

دوسری طرف سے آتے ہوئے فیروز نے جب یہ تماشا دیکھا تو تیز قدم اٹھاتا ہوا قریب آیا اور پاگل عورت سے کہا:-

"خالہ! اس بچے کو چھوڑ دیں۔ آپ کا اختر ابھی آجائے گا۔"

عورت نے ایکدم بچے کو چھوڑ دیا اور پھر اسی طرح سکول سے نکلنے والے بچوں کو دیکھنے لگی۔

فیروز نے اس ویران چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ "کاش! ہم دریا پر پکنک منانے نہ جاتے اور نہ یہ عورت پاگل ہوتی۔"

فیروز اس عورت کے جگر گوشے کے بارے میں سوچنے لگا۔ جبکہ اختر اور اس کی جماعت کے ساتھی دریا پر پکنک منانے گئے تھے اور اختر کو وہاں ایک سانپ نے ڈس لیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی پیاری ماں سے بہت دور واپس نہ آنے کے لئے چلا گیا تھا۔ فیروز کو وہ منظر یاد آنے لگے جب فیروز اور اس کے ساتھی اختر کی نعش اس کے گھر لائے۔ تو یہ عورت اپنے جگر کے ٹکڑے کی جدائی کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ اور اس دن کے بعد یہ روزانہ سکول کے دروازے پر آبیٹھتی ہے اور آتے جاتے لڑکوں سے

Digitized by khalafat Library Rabwah

پوچھتی ہے "میرا اختر کب آئے گا؟"

کچھ تو اس سوال کے جواب میں صرف ہنس دیتے اور کچھ ہمدردی سے اسے دیکھنے لگتے۔

فیروز انہی سوچوں میں غرق تھا۔ کہ اچانک ایک پتھر آکر اس کی ٹانگ پر لگا۔ وہ درد سے بلبلا اٹھا لیکن کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ وہ پتھر "پاگل عورت" نے مارا تھا۔ جو اس کے پیارے دوست اختر کی ماں تھی۔ جو بے چاری ممتا کی ماری ادھر ادھر پھر رہی تھی۔ سکول خالی ہو گیا۔ سب بچے اپنے اپنے گھر جا پہنچے تھے لیکن وہ اپنے نہ آنے والے بیٹے کی راہ تک رہی تھی۔ فیروز اسے اسی حالت میں چھوڑ کر افسردہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا کیونکہ اسے بھی پتہ تھا کہ اس کی پیاری ماں اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔

دوسرے دن پھر بچے معمول کے مطابق سکول آ رہے تھے پیارے پیارے بچے، خوبصورت بچے سفید، گندمی اور کالے بچے۔ اپنی اپنی ماؤں کے چاند، سکول کے بڑے دروازہ سے گزرتے ہوئے سکول میں داخل ہونے لگے فیروز بھی سکول میں داخل ہونے لگے تو اس کی نظر ممتا کی ماری اس پاگل عورت پر پڑی۔ وہ اس کی طرف بڑھا لیکن بے چاری ویران ویران گم سم سی کھڑی تھی۔ فیروز سے جانتے بوجھتے پوچھ لیا۔

"خالہ! یہاں کیوں کھڑی ہیں؟"

یہ سن کر اس نے فیروز کی طرف غصہ سے دیکھا گویا فیروز نے اس کی عبادت میں رخنہ اندازی کی ہو فیروز نے اپنا سوال دوہرایا تو پاگل عورت نے جواب دیا۔ "میرا اختر آنے والا ہے اسے جیب خرچ دینے آئی ہوں۔"

یہ سنا تو فیروز نے کہنا چاہا۔ "کبھی نہ آنے والے کا انتظار کب تک کرو گی؟" لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ اور آگے بڑھ گیا۔

چھٹی ہوئی۔ بچے شور مچاتے گزرتے گئے۔ مگر وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ اچانک اس نے ایک بچہ کو پکڑ لیا اور پوچھا۔ "میرا اختر کب آئے گا؟" بچہ چالاک تھا اپنی جان بچانے کی خاطر کہنے لگا۔ "وہ دیکھو تمہارا بیٹا کار میں جا رہا ہے۔" پھر کیا تھا وہ کار کے پیچھے دوڑنے لگی۔ چوتھی سڑک پر وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک پیچھے سے ایک ٹرک آیا اور اس سے ٹکرا گیا۔ وہ قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کے درمیان جا گری اور کچھ دیر تڑپنے رہنے کے بعد ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی۔ آس پاس شور مچ گیا۔ "پاگل عورت مر گئی، پاگل عورت مر گئی"

فیروز یہ سنتے ہی لڑکھڑاتا ہوا پہنچا لیکن آج پاگل عورت کسی ویران سمندر کی طرح خاموش تھی۔ آج وہ دور بہت دور اپنے بیٹے سے جا ملی تھی۔ فیروز کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دیکھتے دیکھتے سڑک پر بکھرے ہوئے ممتا کی ماری عورت کے خون میں تکمیل ہو کر رہ گئے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

"جو گرجتے ہیں" "وہ برستے نہیں"

شریف احمد قمری بھیرہ

تشحیذی بچو! عنوان پڑھ کر ایک دفعہ تو ضرور بلکہ یقیناً آپ کو محسوس ہوا ہوگا کہ کاتب نے غلط لکھ دیا ہے۔ نہیں جناب! کاتب نے کوئی غلطی نہیں کی اور نہ ہی میری غلطی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم بھی عجیب لوگ ہیں کہ پرانے زمانے کے بزرگوں کی کہاوتوں کو اپنے دماغوں میں حنوط کرا لیتے ہیں کہ ایسی باتوں پر کبھی غور ہی نہیں کیا بلکہ ان کی باتوں کو جھٹلانا گناہ سمجھتے ہیں۔

ٹھیک ہے۔ پرانے بزرگوں کی باتیں اپنی جگہ معقول اور صحیح ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ بلکہ اس مضمون کے ختم ہونے سے پہلے پہلے آپ بھی انشاء اللہ یہی سمجھنے لگ جائیں گے کہ واقعی راقم الحروف نے سچ کی بات کہی ہے۔

اب غور فرمائیں! پرانے بزرگوں کی کہاوت ہے۔ "جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں"۔

شاید پرانے زمانہ میں بادل اپنی شرافت کا یہی ثبوت دیتے ہوں کہ عوام کو ذرا ڈرایا دھمکایا اور چل دیئے۔ لیکن ہمارے مشاہدے میں تو یہی بات آئی ہے کہ جناب ادھر مغرب سے بادل اٹھے، دیکھتے ہی دیکھتے گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ تیز ہوا چلی۔ زور زور سے دروازوں کے کواڑ بجے، بادل زور سے چمکا، گرجا اور کیا اسی پر اپنی کارروائی ختم کر دی؟ ..... نہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ پرانے زمانے کے بزرگوں کی کہی ہوئی بات کی لاج رکھتا اور گرجنے کے بعد اپنا بستر سمیٹ کر ہوا کے دوش پر سوار ہو کر گھر چلا جاتا۔ لیکن نہیں۔ زور سے گرجا اور اس زبردست سائرن کے بعد اگلا قدم اٹھایا۔ ٹپ ٹپ برسنا شروع کر دیا۔

پچھلے زمانہ کے لوگوں کے لئے شاید اتنا ہی کافی ہوتا ہوگا۔ مگر اب نہیں۔ جی بھر کر برسنے کے بعد بھی

Digitized by khalafat Library Rabwah

رکنے کا نام نہیں لیتا۔ آن کی آن میں جل تھل ہو گیا گویا گرج کر یونہی چلے جانا آج کل بادل کی شان کے خلاف ہے۔ بعض پرانے بزرگ میری اس بات پر ماتھے پر بل ڈال رہے ہوں گے اور شاید میری اس بات کو گستاخی سمجھیں۔ بے شک وہ جو چاہیں سمجھیں۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ وہ بزرگ ہیں اس لحاظ سے ان کا حق ہے لیکن انھیں ہمارے مشاہدے کی کچھ تو قدر کرنی چاہیئے۔ کیوں جناب صحیح ہے نا..... ! اگر میں نے غلط کہا ہو تو آپ ہی بتا دیں۔ فیصلہ آپ پر ہے۔ حق رائے دہندگی کے بارے میں آپ کو مکمل آزادی ہے۔

اسی طرح ایک مثال ہمارے ہاں قدیم سے یہ بھی چلی آرہی ہے کہ "جو بھونکتے ہیں وہ کاٹتے نہیں۔" کیوں نہیں کاٹتے جی ؟ ذرا اس کا تجربہ بھی کر دیکھیئے ! کسی اجنبی علاقے میں جا کر دیکھئے کتا دیکھتے ہی آپ کا رنگ فق ہو جائے گا اور آپ کو اجنبی جان کر بھونکے گا۔ اور پھر لپک کر آپ کی ٹانگوں تک یقیناً آئے گا۔ اگر تو اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی لاٹھی آپ کو بچا جائے تو خیر۔ ورنہ وہ تو یہی ثابت کرے گا کہ جناب کن خیالوں پر کھیلے ہوئے ہو۔ زمانہ بدل گیا ہے کچھ ہوش کرو۔

اگر کتا نہ بھونکے اور یونہی کاٹ لے تو یہ اس کی شرافت نہیں کیونکہ کتا بہرحال قانون جنگ سے واقف ہے اور اسے پتہ ہے کہ بے خبری میں حملہ کرنا اچھی بات نہیں۔ اسی لئے وہ پہلے بھونک کر ہوشیار کرتا ہے کہ "میاں ہوشیار میں آیا۔ اور دوسرے ہی لمحہ وہ ٹانگوں سے لپٹا ہوا ہوتا ہے۔

اگر یقین نہ آئے تو اس کا تجربہ کسی بھی دیہات میں جا کر کیا جا سکتا ہے۔ ع

"خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے"

لیکن تجربہ مہنگا پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ مان لیں۔ کہو کیا خیال ہے..... ؟

○

نتیجہ انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۵

انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۵ کے نتیجہ کے مرتبی مندرجہ ذیل ہونہار اوّل و دوم قرار پائے ہیں۔

اوّل : عزیزہ فوزیہ فریدہ پراچہ معرفت مکرم بشارت احمد صاحب پراچہ۔ منشی محلہ منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

دوم : عزیزم مبشر احمد ولد فضل احمد صاحب کریانہ مرچنٹ کروندی۔ ڈاک خانہ خاص ضلع خیرپور میرس (سندھ) پاکستان

ان کے نام بالترتیب ایک سال اور چھ ماہ کے لئے تشحیذ الاذہان جاری کیا جا رہا ہے۔

"تشحیذ الاذہان" بچوں کی ذہنی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

رحم دل شکاری

جناب شیخ بشیر احمد آزاد انبالوی مربی کے

کھیلتا تھا مردِ میداں ایک جنگل میں شکار
شکل سے ہوتی تھی جس کی ایک ہیبت آشکار
دوڑتا پھرتا تھا جنگل میں وہ ہر سُو بار بار
ڈھونڈنے پر بھی نظر آتا نہ تھا کوئی شکار

اُس کو ناکامی ہوئی سو کوششوں کے باوجود
یعنی پایا صید گہ میں جانور کوئی نہ تُود

مارا مارا پھر رہا تھا جنگلوں کے درمیاں
ایک ہرنی کا اُسے بچّہ نظر آیا وہاں
کُودتا تھا، پھاندتا تھا، کھیلتا تھا بیگماں
فاصلہ پر چر رہی تھی گھاس اُس بچّہ کی ماں

اُس نے جب دیکھا پکڑنے کے لئے دوڑا اُسے
اپنے پنجوں میں جکڑنے کے لئے دوڑا اُسے

جب یہ پہنچا بے زباں معصوم بچّے کے قریب
دیکھتے ہی اُس کو وہ سہما، ڈرا، کانپا غریب
اُس کو یہ صورت نظر آئی ڈراؤنی اور مہیب
اُچھلا، کُودا، بھاگا، دوڑا ماں کی جانب بدنصیب

دوڑ کر پکڑا شکاری نے وہ ننھّا سا ہرن
پیاری پیاری شکل، صورت موہنی نازک بدن

ہاتھ پاؤں کس کے باندھے اُس کے رسّی سے تمام
پیٹھ پر گھوڑے کی رکھ کر لے چلا وہ بالیقیں
دُور سے ہرنی نے بھی جاتے ہوئے دیکھا کہیں
آہ! کی جس سے کہ کانپ اُٹھے فلک اور یہ زمیں

Digitized by khalafat Library Rabwah

آخرش پیچھے روانہ ہو گئی روتی ہوئی
اپنے منہ کو آنسوؤں کے ساتھ وہ دھوتی ہوئی

پیچھے مڑ کر جب شکاری نے یہ دیکھا ماجرا
آتی ہے بچے کے پیچھے اس کی ماں بھی ناگہاں
گویا رو رو کر یہ کہتی ہے وہ کر کے التجا
دل جلی پر رحم کھا کر چھوڑ دے بچہ مرا
چلیں پاؤں گی تو میں دوں گی دعائیں بے شمار
ٹل سبھی جائیں گی تیرے سر سے بلائیں بے شمار

دیکھ کر حالت شکاری کو بھی کچھ رحم آگیا
بے زباں بچے کے فوراً اس نے کھولے دست و پا
رسیوں کی قید سے بچہ ہوا جس دم رہا
پھر تو ہرنی نے بھی خوش ہو کر اسے دی یہ دعا
بادشاہ تجھ کو کرے پروردگار دو جہاں
تیری برائے مرادیں حاصل کون و مکاں

رات کو بستر پہ اپنے جب شکاری سو گیا
خواب میں اس کو نظر آیا وہ دن کا ماجرا
ساتھ ہی کہتے ہوئے اس نے کسی کو یہ سنا
رحم تیرا ہو گیا، مقبول درگاہ خدا
اس کے بدلے اب مبارک بادشاہی تجھ کو ہو
بادشاہ ہو کر بھی پروردِ رعیت تجھ کو ہو

وہ بھی دن آیا شکاری بادشاہ جب بن گیا
اس نے نیکی کی تھی بیٹھا پھل اسے اس کا ملا
یعنی اس کے حکم کا عالم میں وہ ڈنکا بجا
آج تک تاریخ میں بھی نام اس کا ہے چلا
رحم کھاتا ہے جو خلقت پر خدا کی آدمی
قبضہ کرتا ہے وہ رحمت پر خدا کی آدمی

لہ سیکنگین غزنوی